Muslims who believe in the Messiah,
Mirza Ghulam Ahmad Qadiani[as]

لِّيُخۡرِجَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ

القران الحکیم ۱۲:۶۵

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

احسان-وفا ۱۳۹۴ ہش
جون-جولائی ۲۰۱۵ء

Presidents of various chapter of Ahmadiyya Muslim Community with Dr. Aha

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۔ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

1st National Waqifat-e Nau Camp

" You were born for a great purpose at a great time. "

Friday Sermon Hazrat Khalifatul Masih IV (rh) April 3, 1987

" تم ایک عظیم مقصد کے لئے عظیم الشان وقت میں پیدا ہوئے ہو۔ "

خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

۳ اپریل ۱۹۸۷

Waqifat ages 12 +

Friday, July 24 TO Friday, July 31, 2015

Waqifat Refresher Course

Join your sisters this summer for Waqifat bonding and learning!

Please contact for more information:

waqifat@lajnausa.net

National Waqf-e Nau Department USA

Bait-uz-Zafar Mosque

188-15 McLaughlin Ave.

Hollis, NY 11428

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ

(البقرۃ:۲۵۸)

لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۚ

(سورۃالتوبہ:40)

غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

وَلَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ۙ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ ۫

(سورۃالکہف:25-24)

اور ہر گز کسی چیز سے متعلق یہ نہ کہا کر کہ میں کل اسے ضرور کروں گا۔

سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔

(700حکمِ خداوندی صفحہ 81-82)

فہرست

نگران: ڈاکٹر احسان اللہ ظفر امیر جماعت احمدیہ، یو ایس اے

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا

مدیر: سید ساجد احمد

معاون مدیر: حسنٰی مقبول احمد

لکھنے کا پتہ

gazette@ahmadiyya.us

publications@ahmadiyya.us

OR Editor Ahmadiyya Gazette 15000 Good Hope Road Silver Spring, MD 20905

قرآن کریم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۞

سورۃ الحجرٰت: 12-13

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ:

مومن ہونے کے بعد فاسق نام رکھانا بہت ہی بُری بات ہے۔ یہ تمسخر کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ بدظنّی سے اس لئے فرماتا ہے۔ اِجْتَنِبُوا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ بدگمانیوں سے بچو۔ حدیث میں بھی آیا ہے۔ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ۔ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ۔ اس بدظنی سے بڑا بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ میں نے ایک کتاب منگوائی۔ وہ بہت بے نظیر تھی۔ میں نے مجلس میں اس کی خوب تعریف کی۔ کچھ دنوں کے بعد وہ کتاب گم ہو گئی مجھے کسی خاص پر تو خیال نہ آیا مگر یہ خیال ضرور آیا کسی نے چُرا لی۔ ایک دن جب میں نے اپنے مکان سے الماریاں اٹھوائیں تو کیا دیکھتا ہوں الماری کے پیچھے بیچوں بیچ کتاب پڑی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کتاب میں نے رکھی ہے اور وہ پیچھے جا پڑی۔ اس وقت مجھے دو معرفت کے نکتے کھلے۔ ایک تو مجھے ملامت ہوئی کہ میں نے دوسرے پر بدگمانی کیوں کی۔ دوسرؔے میں نے صدمہ کیوں اُٹھایا۔ خدا کی کتاب اس سے بھی زیادہ عزیز اور عمدہ میرے پاس موجود تھی۔ اسی طرح میرا ایک بستر تھا جس کی کوئی آٹھ تہیں ہوں گی۔ ایک نہایت عمدہ ٹوپی مجھے کسی نے بھیجی جس پر طلائی کام ہوا تھا ایک عورت اجنبی ہمارے گھر میں تھی۔ اسے اس کام کا بہت شوق تھا۔ اس نے اس کے دیکھنے میں بہت دلچسپی لی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹوپی گم ہو گئی۔ مجھے اس کے گم ہونے کا کوئی صدمہ تو نہ ہوا کیونکہ نہ میرے سر پر پوری آتی تھی نہ میرے بچوں کے سر پر مگر میرے نفس نے اس طرف توجہ کی کہ اس عورت کو پسند آگئی ہو گی۔ مدّت ہوئی۔ اس عورت کے چلے جانے کے بعد جب بستر کو جھاڑنے کیلئے کھولا گیا تو اس کی ایک تہہ سے نکل آئی۔

دیکھو بدظن کیسا خطرناک ہے اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو سکھاتا ہے جیسا کہ اس نے محض اپنے فضل سے میری راہنمائی کی۔ اور لوگوں سے بھی ایسے معاملات ہوتے ہوں گے مگر تم نصیحت نہیں پکڑتے۔ اس بدظنی کی جڑھ ہے "کرید" خواہ مخواہ کسی کے حالات کی جستجو اور تاڑ بازی۔ اس لئے فرمایا وَلَا تَجَسَّسُوْا اور پھر اس تجسّس سے غیبت کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ (حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۳۔۴)

احادیث مبارکہ

نماز اور اس کی شرائط

عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَخَذَ بِیَدِہٖ وَقَالَ: "یَا مُعَاذُ وَاللّٰہِ اِنِّيْ لَاُحِبُّکَ، ثُمَّ اُوْصِیکَ یَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِيْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ تَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

(ابو داود کتاب الصلوٰۃ باب فی الاستغفار)

حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: معاذ خدا تعالیٰ کی قسم! مجھے تم سے محبت ہے۔ میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا چھوٹنے نہ پائے۔ اے میرے اللہ! میری مدد فرما کہ تیرا ذکر کروں، تیرا شکر ادا کروں اور عمدگی سے تیری عبادت بجالاؤں۔

****

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِہٖ۔

(مسلم کتاب الطہارۃ باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء)

حضرت عثمانؓ بن عفان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے قصور اس کے جسم سے یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے اندر سے بھی نکل جاتے ہیں۔

****

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ وَتَحْرِیمُھَا التَّکْبِیرُ وَتَحْلِیلُھَا التَّسْلِیمُ

(ترمذی کتاب الطہارۃ باب ماجاء ان مفتاح الصلوٰۃ الطہور)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ نماز کی کلید طہارت ہے۔ نماز کی تحریم تکبیر ہے۔ نماز کی تحلیل تسلیم ہے۔ یعنی اللہ اکبر کہنے کے بعد نماز کے علاوہ کوئی اور بات یا کام کرنا منع ہو جاتا ہے اور سلام کے بعد وہ تمام کام جو نماز میں منع تھے جائز ہو جاتے ہیں۔

****

امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسباب پرستی شرک ہے

بُت پرستوں کا شرک تو موٹا ہوتا ہے کہ پتھر بنا کر پُوجا کرتے ہیں یا کسی درخت یا اور شئے کی پرستش کرتے ہیں اس کو تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ باطل ہے۔ یہ زمانہ اس قسم کی بُت پرستی کا نہیں ہے بلکہ اسباب پرستی کا زمانہ ہے اگر کوئی بالکل ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور سُست ہو جاوے تو اس پر تو خدا کی لعنت ہوتی ہے لیکن جو اسباب کو خدا بنالیتا ہے وہ بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت یورپ دو شرکوں میں مبتلا ہے۔ ایک تو مُردہ کی پرستش کر رہا ہے اور جو اُس سے بچے ہیں اور مذہب سے آزاد ہو گئے ہیں وہ اسباب کی پرستش کر رہے ہیں اور اس طرح یہ اسباب پرستی مرض دِق کی طرح لگی ہوئی ہے اور یورپ کی تقلید نے اس ملک کے نوجوانوں اور نو تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی ایسی مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ اب سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ ہم اسلام سے باہر جا رہے ہیں اور خدا پرستی کو چھوڑ کر اسباب پرستی کے دِق میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ یہ دِق دُور نہیں ہو سکتی اور اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا جب تک انسان کے دل میں خدا کی ایک نالی نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے فیض اور اثر کو اس تک پہنچاتی ہے اور یہ نالی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان ایک منکسر النفس ہو جائے اور اپنی ہستی کو بالکل خالی سمجھ لے جس کو فنا نظری کہتے ہیں۔ (ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 3)

مصدّق کے پیچھے نماز

خاں عجب خان صاحب تحصیلدار نے حضرت اقدسؑ سے استفسار کیا کہ اگر کسی مقام کے لوگ اجنبی ہوں اور ہمیں علم نہ ہو کہ وہ احمدی جماعت میں ہیں یا نہیں تو اُن کے پیچھے نماز پڑھی جاوے کہ نہ؟ فرمایا:

”ناواقف امام سے پوچھ لو اگر وہ مصدق ہو تو نماز اس کے پیچھے پڑھی جاوے ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک الگ جماعت بنانا چاہتا ہے اس لئے اس کے منشاء کی کیوں مخالفت کی جاوے۔ جن لوگوں سے وہ جُدا کرنا چاہتا ہے بار بار اُن میں گُھسنا یہی تو اس کے منشاء کے مخالف ہے۔“ (ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 42-43)

کَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ کی کُنہ خدا ہی کو معلوم ہے

کَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ یہ بھی ایک تجلّی تھی اور ماء کے معنے یہاں پانی بھی نہیں کر سکتے خدا معلوم کہ اس کے نزدیک ماء کے یہاں کیا معنے ہیں۔ اس کی کُنہ خدا کو معلوم ہے۔ جنّت کے نعماء پر بھی ایسا ہی ایمان ہے۔ وہاں یہ تو نہ ہو گا کہ بہت سی گائیں بھینسیں ہوں گی اور دُودھ دوہ کر حوض میں ڈالا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ وہ اشیاء ہیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں اور نہ زبان نے چکھیں، نہ دل میں اُن کے فہم کا مادہ ہے۔ حالانکہ اُن کو دُودھ اور شہد وغیرہ ہی لکھا ہے جو کہ آنکھوں سے نظر آتا ہے اور ہم اُسے پیتے ہیں۔ اسی طرح کئی باتیں ہیں جو کہ ہم خود دیکھتے ہیں مگر نہ تو الفاظ ملتے ہیں کہ اُن کو بیان کر سکیں نہ اُس کے بیان کرنے پر قادر ہیں۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ اگر اُن کو مادی دُنیا پر قیاس کریں تو صدہا اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی (سورۃ بنی اسرائیل:73) سے ظاہر ہے کہ دیدار کا وعدہ یہاں بھی ہے مگر ہم اُسے جسمانیات پر حمل نہیں کر سکتے۔ (البدر جلد 2 نمبر 5 صفحہ 37-38 مورخہ 20 فروری 1930ء)

روحانیت، اخلاقیات اور مادیت کا مذہب سے تعلق کا پُر معارف بیان۔ مذہب کی ضرورت واہمیت پر بصیرت افروز خطبہ

اخلاق کی درستی اور مادی ترقی کو خدا تعالیٰ نے مذہب کے تابع کر دیا تاکہ اس سے سب کچھ انسان کو مل جائے

سچا مذہب حاصل کر کے انسان تمام دنیا کو حاصل کر سکتا ہے مگر اس کیلئے ایمان کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کو جذب کرے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 24/اپریل 2015ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24/اپریل 2015ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ آجکل نوجوانوں کے ذہنوں میں خاص طور پر اور معاشرے میں عموماً لوگوں کی طرف سے ایک سوال پھیلایا جاتا ہے کہ اگر انسان کے اخلاق اچھے ہوں اور دنیاوی تعلیم اچھے اخلاق کی طرف لے جاتی ہے تو پھر مذہب کے ماننے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ مذہب بھی تو اخلاق ہی سکھلاتا ہے۔ حضور انور نے حضرت مصلح موعود کے ایک خطبہ کی روشنی میں یہ بیان فرمایا کہ اخلاق کی درستی، مادی ترقی اور مذہب کا کیا تعلق ہے اور دین حق اس کو کس طرح دیکھتا ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مذہب اور اخلاق اور انسان کی وہ ضروریات جو اس کے جسم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ایسی مشترک ہیں کہ ان میں فرق کرنا مشکل ہے۔ جو شخص مذہب پر یقین رکھتا ہے وہ اخلاق کو مذہب سے جدا نہیں کر سکتا۔ نہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مذہب نے مجھے دنیا سے بے پرواہ اور غنی کر دیا ہے اس لئے میری ضروریات نہیں ہیں۔ اگر یہ سوچ ہو کہ مجھے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے تو انسانی ترقی یعنی مادی ترقی کا پہیہ رک جاتا ہے۔ گویا کہ یہ ساری چیزیں یعنی مذہب بھی، اخلاق بھی اور مادی ترقی بھی آپس میں ملی ہوئی ہیں مگر اس کے باوجود ان میں فرق بھی ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ مادیت، اخلاق اور مذہب اس قدر قریب ہیں کہ عام آدمی کو معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں سے ایک حد شروع ہوتی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے ہمیں آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ پر غور کرنا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے روحانیت، اخلاقیات اور مادیت سے متعلق تمام امور کی وضاحت اور تفصیلات بیان فرمائی ہیں مگر ہر چیز کو آپؐ نے مذہب کا حصہ قرار نہیں دیا۔ فرمایا کہ آج کل کے لوگوں نے اپنے ہر نظریے کو مذہب کا حصہ ٹھہرا کر عجیب جہالت پھیلا دی ہے۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں حضرت مسیح موعود نے ان چیزوں سے بچا کر ایسی راہنمائی فرمائی ہے کہ تم اصل حقیقت جاننے کے لئے آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہر معاملے میں اعتدال اور اس کا حق ادا کرنا یہ حقیقی دین ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بے شک عبادت انتہائی ضروری ہے لیکن تیرے نفس کا، تیری بیوی کا اور تیرے ہمسائے کا بھی تجھ پر حق ہے۔ فرمایا کہ جب معاشرے میں اس سوچ کے ساتھ ہر ایک کوشش کر رہا ہوگا تو وہ معاشرہ روحانی، اخلاقی اور مادی ہر طرح کی ترقی کا بہترین نمونہ ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں دنیا کی اصلاح کے لئے حضرت مسیح موعود کو بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں ہی اپنے ماموروں کو بھیجتا ہے جو صحیح راہنمائی کر کے مذہب کو مذہب کی جگہ، اخلاق کو اخلاق کی جگہ اور دنیا کو دنیا کی جگہ پر رکھتے ہیں۔ بظاہر وہ روحانی پیغام لے کر آتے ہیں مگر ان تینوں چیزوں کا گہرا تعلق ہے۔ اور روحانیت میں کمال سے اخلاق کا درست ہونا لازمی ہے۔ اور اخلاق کی نگہداشت سے مادیت کی درستگی بھی لازمی ہے مگر یہ درست نہیں کہ جس کی دنیا درست ہو اور ترقی کر رہا ہو، اس کے اخلاق بھی درست ہوں۔ اور جس کے اخلاق درست ہوں اس کا مذہب بھی درست ہو۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء انسان کو اپنی طرف لانے کا ہے، یہی اس کی پیدائش کا مقصد ہے۔ پس اس نے اخلاق کی درستگی اور مادی ترقی کو مذہب کے تابع کر دیا تاکہ جو اس کی طرف توجہ کرے اسے باقی سب کچھ آپ ہی آپ مل جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کامل مومن کو سب ترقیات حاصل ہوتی ہیں لیکن جو صرف دنیا دار ہوں ان کی سب کوششیں دنیا میں ہی غائب ہو جاتی ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ دنیا میں ان تینوں امور کے حصول کے لئے الگ الگ ذرائع ہیں لیکن ایک ذریعہ مشترک بھی ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنا ہے۔ اخلاق کے لئے کوشش کرنے سے اخلاق مل جائیں گے، مادیات کے لئے کوشش کرنے سے مادیات حاصل ہو جائیں گی مگر ہر ایک کوشش کا نتیجہ اس دائرے کے اندر محدود رہے گا مگر روحانیت کی درستگی کرنے والوں کو ساری چیزیں مل جائیں گی۔ پس سچا مذہب حاصل کر کے انسان تمام دنیا کو حاصل کر سکتا ہے مگر اس کے لئے ایمان کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کو جذب کرے۔ وہ شخص جس کو کامل ایمان حاصل ہو وہ کس طرح اعلیٰ اخلاق کو چھوڑ سکتا ہے۔ اگر اخلاق کے سارے شعبے انسان اختیار کرے اور ان پر عمل کرے تو سچائی، دیانت، امانت، تقویٰ اور طہارت سبھی کچھ اسے حاصل ہو جائے گا اور پھر دنیا بھی اسے حاصل ہوگی۔ پس مومن کو سب سے زیادہ توجہ روحانی تعلق کی طرف کرنی چاہئے۔

حضرت مصلح موعود کے بیان فرمودہ ایمان افروز واقعات حضرت مسیح موعود کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں

رب العالمین کے مظہر بننے کیلئے تم اپنے ہاتھ سے کام کرو اور غرباء کی خدمت پر کمر بستہ رہو

بیماروں کے علاج میں حد درجہ کی جانسوزی اور پھر خدا کی رضا پر راضی رہنے کے سبق آموز واقعات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مئی 2015ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم مئی 2015ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا گیا۔حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود جب حضرت مسیح موعود کی سیرت کے واقعات بیان فرماتے ہیں تو بڑی باریکی سے اس میں سے وہ نتائج اخذ کرتے ہیں جو ایک مومن کو ایمان کے صحیح راستوں کی طرف نشاندہی کر کے اسے خدا تعالیٰ اور دین کی حقیقی شناخت کرنے والا اور اس کا ادراک پانے والا بناتا ہے، ایک دفعہ آیت الکرسی کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے سوا کسی کو نہیں پوجتے اور غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتے ،البتہ ان کی نیازیں دیتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں اور وہ ہماری شفاعت خدا تعالیٰ کے حضور کریں گے۔فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہمارے حکم کے بغیر تو کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔اس زمانے میں حضرت مسیح موعود بہت بڑے انسان تھے مگر آپ نے بھی جب نواب محمد علی خان صاحب کے بیٹے عبدالرحیم خان کے لئے جبکہ وہ بیمار تھا دعا کی تو الہام ہوا کہ یہ بچتا نہیں۔حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ الٰہی میں اس لڑکے کے لئے شفاعت کرتا ہوں تو اس پر الہام ہوا کہ میری اجازت کے بغیر تم کیونکر شفاعت کر سکتے ہو۔حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ الہام ہوا تو میں گر پڑا اور بدن پر رعشہ شروع ہو گیا اور قریب تھا کہ میری جان نکل جاتی لیکن جب یہ حالت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں شفاعت کی اجازت دی جاتی ہے۔چنانچہ آپ نے شفاعت کی اور عبدالرحیم خان اچھے اور صحت یاب ہو گئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کے ساتھ اپنی قدرت کے عجائبات دکھلایا کرتا تھا۔اس کی ایک مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود اپنے سب سے چھوٹے بیٹے مبارک احمد جو کہ بیمار تھا کے علاج میں ساری ساری رات جاگتے تھے اور اس محنت کی وجہ سے آپ کو کھانسی ہو گئی۔ایک دوست باہر سے تشریف لائے اور تحفے کے طور پر کچھ پھل لے کر آئے۔حضرت مسیح موعود نے اس میں سے کیلا اٹھایا اور فرمایا کہ یہ کھانسی میں کیسا ہوتا ہے، میں نے کہا اچھا تو نہیں ہوتا مگر آپ مسکرائے اور چھیل کر کھانے لگے، جب میں نے دو تین مرتبہ اصرار کیا تو فرمانے لگے مجھے ابھی الہام ہوا ہے کہ کھانسی دور ہو گئی۔چنانچہ کھانسی اسی وقت جاتی رہی حالانکہ اس وقت نہ کوئی دوا استعمال کی اور نہ کوئی پرہیز کیا۔تو یہ الٰہی تصرف ہے۔حضور انور نے پنڈت لیکھرام کی موت کے بارے میں حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا واقعہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ یہ مثال اس امر کی ہے کہ صحت اور حفاظت کے سامانوں کے باوجود بھی انسان ہلاک ہو سکتا ہے۔حضور انور نے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات پر حضرت مسیح موعود کا صبر دکھانا اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کا واقعہ بیان فرمایا۔آپ نے مسکراتے چہرے کے ساتھ تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی وفات کے متعلق خدا تعالیٰ نے پہلے ہی سے بتا دیا تھا کہ یہ چھوٹی عمر میں اٹھا لیا جائے گا۔فرمایا کہ یہ تو خوشی کا موجب ہے کہ خدا تعالیٰ کا نشان پورا ہوا۔

حضور انور نے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی ذہانت اور ذکاوت کے متعلق حضرت مصلح موعود کا بصیرت افروز اقتباس پیش فرمایا۔پھر حضرت مصلح موعود کا بیان فرمودہ ایک واقعہ کا ذکر فرمایا کہ ہماری ایک چھوٹی ہمشیرہ جو چند ماہ کی تھی فوت ہو گئی تو اس کو دفن کرنے کے لئے اس کی نعش کو حضرت مسیح موعود نے خود اپنے ہاتھوں پر اٹھالیا۔اس وقت مرزا اسماعیل بیگ صاحب آگے بڑھے اور کہنے لگے حضور نعش مجھے دے دیجیے میں اٹھالیتا ہوں۔حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ یہ میری بیٹی ہے اور بیٹی ہونے کے لحاظ سے ایک جسمانی خدمت جو اس کی آخری خدمت ہے یہی ہو سکتی ہے کہ میں خود اس کو اٹھا کر لے جاؤں۔حضرت مصلح موعود اس کا نتیجہ نکالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے ضروری ہے کہ مخلوق کی جسمانی خدمت بجالاؤ۔رب العالمین کے مظہر بننے کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے ہاتھ سے کام کرو اور غرباء کی خدمت پر کمر بستہ رہو۔پھر حضور انور نے حضرت مسیح موعود کے توکل علی اللہ، قبولیت دعا اور سچائی پر کامل یقین ہونے کا ایک واقعہ حضرت مصلح موعود کا بیان کردہ پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنے برگزیدوں کے ذریعے متواتر غیب کی خبریں دیتا ہے جن کے پورا ہونے پر مومنوں کا ایمان اور بھی ترقی کر جاتا ہے۔پھر حضور انور نے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کے چٹائی سے گر کر زخمی ہونے کا حضرت مسیح موعود کا کشفی نظارہ اور پھر من وعن اس کے پورا ہونے کا واقعہ بیان فرمایا۔پھر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ پنجاب میں کوئی شخص آپ کا معتقد نہ تھا اور اب نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دنیا کے تمام براعظموں میں احمدی پھیل گئے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ پس یہ واقعات یقیناً ایمان اور یقین میں اضافہ کرنے والے ہیں۔خدا تعالیٰ ہم سب کو ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا جائے۔حضور انور نے آخر پر مکرمہ نسیم محمود صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمود احمد صاحب کراچی کی وفات پر مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

قادیان کی آبادی بڑھنے، وسعت پیدا ہونے اور ترقی کرنے سے متعلق حضرت مسیح موعود کی ایک رؤیا۔ حضرت مصلح موعود کے فرمودات

سب ترقیوں کا راز خداتعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے اور اس سے تعلق جوڑنے سے ہے

مایوسی کی ضرورت نہیں، خداتعالیٰ کی مدد اچانک آئے گی، اپنے ایمانوں کو مضبوط رکھیں۔ الٰہی نصرت کا سورج ضرور طلوع ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2015ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8 مئی 2015ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے گزشتہ خطبہ جمعہ کے حوالے سے قادیان کے ابتدائی حالات پر مبنی حضرت مصلح موعود کے بیان فرمودہ واقعات پیش فرمائے اور پھر فرمایا کہ اب دیکھیں کہ قادیان کس طرح ترقی کررہا ہے، یہ ترقی عام آبادیوں کی طرح ترقی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادیا تھا کہ یہ ترقی ہوگی۔ حضرت مصلح موعود نے قادیان کے ابتدائی حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان ساری چیزوں کو دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ خداتعالیٰ جب دنیا کو بدلنا چاہتا ہے تو کس طرح بدل دیتا ہے۔ پس ان انسانوں کو دیکھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو کہ جو تمہیں خداتعالیٰ کا محبوب بنادے اور تم حزب اللہ میں داخل ہوجاؤ۔ فرمایا کہ قادیان کا ترقی کرتے کرتے دریائے بیاس تک پھیل جانے کی بات حضرت مسیح موعود نے اپنی ایک رؤیا کی بنا پر کی تھی اور قادیان کے پھیلاؤ کے بارے میں پیشگوئی کرنا آپ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ گو قادیان کا پھیلاؤ اس حد تک ابھی نہیں ہوا لیکن جب ہم بہت سے نشانوں کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں تو یقیناً ایک وقت آئے گا جب یہ نشان بھی دنیا دیکھے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود نے قادیان کی آبادی کے دریائے بیاس تک پہنچ جانے کی پیشگوئی کو مختلف زاویوں سے بیان فرماتے ہوئے جماعت کے افراد کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ ایک تو آپ نے اس حوالے سے ہمیں نمازوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس رؤیا سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ قادیان کی آبادی 10,12 لاکھ ضرور ہوگی اور اگر اتنی آبادی ہو تو اس کے معنی ہیں کہ 4 لاکھ لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے آیا کریں گے۔ پس میرے نزدیک یہ بیت اقصیٰ ہمیں اس قدر بڑھانی پڑے گی کہ 4 لاکھ نمازی اس میں آسکیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کا یہی ذریعہ رکھا ہے کہ ہماری بیوت الذکر بڑھتی جائیں اور لوگوں سے ہر وقت آباد رہیں۔ پس قادیان کی وسعت، جماعت احمدیہ کی ترقی اور وسعت صرف رقبہ اور تعداد کے لحاظ سے ہی نہیں ہے بلکہ اس وسعت کا انحصار ہمارے گھروں کی آبادی کے ساتھ ساتھ خداتعالیٰ کے گھر کی آبادی پر ہے۔ پس ہر احمدی جس نے جماعت کی ترقی کا حصہ بننا ہے اور جماعت کی ترقی دیکھنی ہے تو پھر اپنی آبادیوں کے ساتھ بیوت الذکر کو آباد رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ نظارہ جو حضرت مسیح موعود نے قادیان کی ترقی کے متعلق دیکھا۔ اس کے متعلق یہ ضروری نہیں کہ قادیان کی ترقی کا سارا نظارہ آپ کو دکھا دیا گیا ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس سے کم قادیان کی ترقی نہ ہو۔ اگر زیادہ ہوجائے تو وہ اس پیشگوئی کی شان اور عظمت کو بڑھانے والی ہوگی۔ ممکن ہے کہ کسی وقت قادیان اتنا ترقی کرجائے کہ دریائے بیاس قادیان کے اندر بہنے والا ایک نالہ بن جائے اور قادیان کی آبادی دریائے بیاس سے آگے ہوشیار پور کے ضلع کی طرف نکل جائے۔ حضور انور نے فرمایا کہ بنیادی چیز وہی ہے جسے ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے کہ سب ترقیوں کا راز خداتعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے اور اس سے تعلق جوڑنے سے ہے۔ فرمایا کہ صرف قادیان کی ترقی نہیں بلکہ جماعت کی ہر طرح کی ترقی کا خداتعالیٰ کا وعدہ ہے جب ایک نشان ہم پورا ہوتا ہوا دیکھتے ہیں تو دوسرے نشان کے پورا ہونے کے بارے میں یقین بڑھتا ہے۔

حضور انور نے پاکستان میں احمدیوں کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جیسے بھی حالات ہوں ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پنجاب حکومت نے حضرت مسیح موعود کی کتب اور الفضل پر پابندی لگادی ہے مگر خداتعالیٰ حضرت مسیح موعود کو بار بار فرماتا ہے کہ خداتعالیٰ کی مدد اچانک آئے گی۔ پس اپنے ایمان کو مضبوط رکھیں، خداتعالیٰ سے تعلق جوڑے رکھیں اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے دعا بھی کرتے رہیں۔ سورج طلوع ہوگا اور ضرور ہوگا اور خداتعالیٰ کی مدد بھی ضرور آئے گی۔ حضور انور نے بعض متفرق حوالے حضرت مصلح موعود کے پیش فرمائے۔ قبر پر چادر چڑھانے یا پھول چڑھانے کے بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ سب لغو باتیں ہیں۔ ان سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور ایمان ضائع چلا جاتا ہے۔ ہاں دعائیں فائدہ دیتی ہیں جو کرنی چاہئیں۔ پھر حضور انور نے لاہور میں جلسہ مذاہب عالم میں حضرت مسیح موعود کے مضمون کے بالا رہنے اور خداتعالیٰ کے تائیدی نشان کا ذکر فرمایا۔ فرمایا کہ اس میں بھی حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ حضور انور نے احمدیوں میں دینی غیرت پیدا کرنے کے لئے حضرت مصلح موعود کا بیان فرمودہ ایک واقعہ بیان فرمایا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ صحیح فیصلے کرنے اور صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر پر حضور انور نے محترم حاجی منظور احمد صاحب درویش قادیان ابن حضرت نظام الدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی وفات پر مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کی شان اور بلند مقام سے متعلق حضرت مسیح موعود کی منتخب تحریرات

نوع انسان کیلئے اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور کوئی رسول نہیں مگر محمد ﷺ

حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھنے کی طرف اب زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہئے۔ آپ کے علم کلام سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 مئی 2015ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15 مئی 2015ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے اخبار، جرائد اور حضرت مسیح موعود کی کتب کی نشر و اشاعت پر حکومت پنجاب کی طرف سے پابندی لگائے جانے کے حوالے سے فرمایا کہ لوگ مجھے بھی لکھتے ہیں اور فیکسز وغیرہ کے ذریعہ سے پریشانی کا اظہار کرتے ہیں۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ باتیں کوئی نئی چیز نہیں ہیں۔ جب سے جماعت احمدیہ قائم ہے اس قسم کی باتیں ہوتی چلی آئی ہیں، ہوتی رہتی ہیں اور آئندہ بھی ہوں گی۔ ان حرکتوں سے نہ پہلے کبھی جماعت کو نقصان پہنچا اور انشاء اللہ نہ آئندہ کبھی پہنچے گا۔ لیکن ہمیشہ کی طرح ان مخالفین کے یہ عمل ہمارے ایمانوں میں جلاء پیدا کرنے کے لئے اور حضرت مسیح موعود سے تعلق میں بڑھنے کے لئے کھاد کا کام دینے والے ہونے چاہئیں۔ اگر ہماری توجہ حضرت مسیح موعود کی کتب پڑھنے کی طرف پہلے کم تھی تو اب زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہئے۔ خدا نے حضرت مسیح موعود کو علم و معرفت کے خزانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہمیشہ ہم نے یہی دیکھا ہے کہ بڑی بڑی روکوں اور مخالفتوں کے بعد جماعت کی ترقی زیادہ ابھر کر سامنے آئی۔ ہمیں تو جتنا دبایا جائے اتنا ہی اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کو بڑھاتا ہے۔ انشاء اللہ اب بھی بہتر ہوگا، اس لئے کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ جب یہ فکر تھی کہ اشاعت پر پابندی سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ علم و معرفت کے خزانے فضاؤں میں پھیلے ہوئے ہیں جو ایک بٹن دبانے سے ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کے علم کلام اور کتب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

حضور انور نے اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کی شان اور بلند مقام پر مشتمل حضرت مسیح موعود کی تحریرات پیش فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل اور اصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا، وہ مربی اور نفع رساں کو جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہ راست پر لایا، وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلاء سے چھڑایا، وہ نور اور نور افشاں جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا۔ وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مردوں کو زندگی کا پانی پلایا۔ وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے امت کے لئے غم کھایا اور درد اٹھایا۔ آنحضرتؐ کے اخلاق کے بارے میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر کمال وضاحت سے دونوں حالتیں یعنی تنگی کے حالات بھی اور فتح و نصرت کے حالات بھی وارد ہوئے اور ایسی ترتیب سے یہ دونوں حالتیں آئیں کہ جس سے تمام اخلاق فاضلہ آنحضرت ﷺ مثل آفتاب کے روشن ہو گئے۔ جود و سخا، زہد و قناعت اور مردی اور شجاعت اور محبت الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاق فاضلہ ہیں وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیاء ﷺ میں ایسے ظاہر کئے کہ جن کی مثل نہ کبھی دنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہوگی۔

پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے، اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً اور ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا وہ کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا، وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبییّن جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر آنحضرتؐ کے بعض احسانات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اس نے ہمارے لئے ایک رسولؐ بھیجا جو کریم ہے، تمام امور خیر میں صاحب کمال ہے، تمام رسولوں اور نبیوں کا خاتم ہے۔ پس اے اللہ روز جزاء تک اور ابدالآباد تک آپ ﷺ پر درود و سلام بھیج نیز آپؐ کی آل پاک، طاہرین، طیبین پر اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ پر جو آپؐ کے ناصر بھی بنے اور منصور بھی۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن کی پیروی سے ایک ذرہ بھر باہر نکلا وہ دائرہ ایمان سے نکل گیا اور جو شخص آپؐ کے احکام میں سے ایک ذرہ بھر بھی چھوڑتا ہے وہ تباہی کے گڑھے میں گرتا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد رسول اللہ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبیؐ ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ حضور انور نے آخر پر مکرم محمد موسیٰ صاحب درویش قادیان اور محترمہ صاحبزادی امۃ الرفیق صاحبہ جو حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب کی بیٹی اور محترم سید حضرت اللہ پاشا صاحب کی اہلیہ تھیں کی وفات پر دونوں مرحومین کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

فساد اس سے شروع ہوتا ہے جب انسان ظنون فاسدہ اور شکوک سے کام لیتا ہے۔حضرت مصلح موعود کی روایات اور کارکنان کو نصائح

جو لوگ حضرت مسیح موعود کی صحبت میں رہے، آپ کی جدائی سے انہیں زندگی میں کوئی لطف محسوس نہ ہوتا تھا

دین کی اشاعت کا جو عہد حضرت مصلح موعود نے کیا اور نبھایا وہی عہد آج ہمیں بھی کرنے اور اسے نبھانے کی ضرورت ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مئی 2015ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22 مئی 2015ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔حضور انور نے قرآنی آیت اجتنبوا کثیراً من الظن کے تحت فرمایا کہ فساد اس سے شروع ہوتا ہے کہ انسان ظنون فاسدہ اور شکوک سے کام لینا شروع کر دیتا ہے۔ بدظنی بہت بری چیز ہے۔اپنی خلافت سے متعلق حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اور اسی نے اپنی تائید و نصرت کو ہمیشہ میرے شامل حال رکھا۔ایک دفعہ کسی نے چندہ کے متعلق اعتراض کیا تو آپ نے اسے فرمایا کہ تم پر حرام ہے کہ آئندہ سلسلے کے لئے ایک پیسہ بھی بھیجو، پھر دیکھو کہ خدا کے سلسلے کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے، یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ غیب سے میری نصرت کے سامان فرمائے گا اور غیب سے ایسے لوگوں کو الہام کرے گا جو سلسلے کے لئے اپنے اموال قربان کرنا باعث فخر سمجھیں گے۔ پھر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے اہل و عیال کے مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مقبرے میں داخل ہونے کے بارے میں میرے اہل و عیال کی نسبت خدا تعالیٰ نے استثناء رکھا ہے کہ وہ وصیت کے بغیر بہشتی مقبرے میں داخل ہوں گے اور جو شخص اس پر اعتراض کرے گا وہ منافق ہوگا۔اگر ہم لوگوں کا روپیہ کھانے والے ہوتے تو اللہ تعالیٰ یہ امتیازی نشان کیوں قائم فرماتا۔پس ان لوگوں کو جو اعتراض کرتے ہیں، خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہئے اور اس وقت سے پیشتر اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہئے جبکہ ان کا ایمان اٹھ جائے بہر حال ایسے لوگ ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔حضرت مسیح موعود کے زمانے میں بھی یہ اعتراض حضرت مسیح موعود پر ہوا۔

حضرت مسیح موعود کے ساتھ آپ کے رفقاء کو جو عشق تھا اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔ میں نے ان لوگوں کی حضرت مسیح موعود سے محبت کا اندازہ لگایا ہے جو آپ کی صحبت میں رہے، انہیں حضرت مسیح موعود کی جدائی کی وجہ سے اپنی زندگی میں کوئی لطف محسوس نہ ہوتا تھا۔پھر حضور انور نے حضرت مصلح موعود کی بیان فرمودہ جماعتی کارکنان کو نصائح کیں اور پھر فرمایا کہ میرے علم میں ہے کہ پاکستان اور انڈیا جیسے ملکوں میں کارکنوں کے جو الاؤنسز ہیں ان سے گزارا مشکل ہوتا ہے لیکن جو زیادہ سے زیادہ گنجائش کے مطابق سہولت دی جاسکتی ہے وہ دی جاتی ہے۔فرمایا کہ ایسے لوگ جو بعض دفعہ اس بارے میں خطوط کے ذریعے مجھ سے اظہار بھی کر دیتے ہیں، انہیں ان لوگوں کی طرف بھی دیکھنا چاہئے جو انتہائی غربت میں گرفتار ہیں، جنہیں بیماری کی صورت میں اپنے اور بچوں کے علاج کی بھی توفیق نہیں۔پس اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے، اس پر توکل کرنے اور ضروریات کیلئے اس کی طرف زیادہ جھکنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود کی قادیان سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔قادیان ایسی جگہ ہے جہاں خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ مبعوث ہوا اور اس نے یہاں ہی اپنی ساری عمر گزاری اور اس جگہ سے وہ محبت رکھتا تھا۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بارے میں مجھے پہلے سے کچھ باتیں معلوم ہوگئی تھیں۔اپنی ایک رؤیا بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ حضرت صاحب کی وفات پر خدا تعالیٰ نے میرا دل نہایت مضبوط کر دیا اور فوراً میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ اب ہم پر بہت بڑی ذمہ داری آپڑی ہے۔اور میں نے اسی وقت حضرت مسیح موعود کی لاش کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ عہد کیا کہ الٰہی میں اقرار کرتا ہوں کہ خواہ اس کام کے کرنے کے لئے دنیا میں ایک بھی انسان نہ رہے پھر بھی میں کرتا رہوں گا۔پھر آپ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تکالیف اور مصائب سے گھبرانا نہیں چاہئے۔فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی وفات بے وقت ہوئی ہے جبکہ بہت سارا کام کرنا ابھی باقی تھا۔ اس وقت حضرت مصلح موعود نے حضرت مسیح موعود کے سرہانے کھڑے ہو کر خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے عرض کیا کہ اے خدا یہ تیرا محبوب تھا جب تک یہ زندہ رہا۔اس نے تیرے دین کے قیام کے لئے بے انتہاء قربانیاں کیں۔اے خدا میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت بھی تیرے دین سے پھر جائے تو میں اس کے لئے اپنی جان لڑا دوں گا۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں نے حضرت مسیح موعود کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی تمام زندگی وقف کر دی جس کا نتیجہ آج ہر شخص دیکھ رہا ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہمیں کبھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ دنیا کی آبادی اس وقت تین ارب کے قریب ہے اور سب کو خدائے واحد کا پیغام پہنچانا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔پس جو عہد اس وقت حضرت مصلح موعود نے کیا تھا۔وہ عہد ہم میں سے ہر ایک کو کرنے کی ضرورت ہے اور پُر جوش طریقے سے نبھانے کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

27 مئی یوم خلافت کے حوالے سے قدرت ثانیہ اور خلافت کی اہمیت و برکات کا پُر معارف بیان، عہدیداران اور مربیان کو نصائح

دینی ترقی بغیر خلافت کے نہیں ہو سکتی اور جماعت کی وحدت خلافت کے بغیر قائم رہ ہی نہیں سکتی

عہدیداران، مربیان اور دین کا علم رکھنے والے خلیفہ وقت کے دست و بازو بنیں۔ اپنے دینی علم، اخلاص و تقویٰ اور خلافت کے ساتھ تعلق کو بڑھائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مئی 2015ء بمقام فرینکفرٹ جرمنی کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29 مئی 2015ء کو فرینکفرٹ جرمنی سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے 27 مئی یوم خلافت کے حوالے سے خلافت احمدیہ کے قیام، اس کی اہمیت اور خلافت کے ذریعہ ہونے والی ترقیات اور برکات کا پر معارف تذکرہ فرمایا نیز خلیفہ وقت کی اطاعت و فرمانبرداری اور خلافت کے ساتھ جڑے رہنے اور اس سے وابستہ رہنے کی تلقین فرمائی۔ خطبہ کے شروع میں حضور انور نے تا قیامت خلافت کے فیضان اور انعام کے جاری رہنے کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی حدیث اور اس کی تشریح بیان فرمائی۔ اور پھر فرمایا کہ آپؐ نے اپنے جس پیارے کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ ایمان کو ثریا سے زمین پر لے آئے گا اللہ نے ہمیں اس کے ماننے والوں میں شامل فرمایا اور پھر جماعت احمدیہ مبائعین پر یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ آپ کے بعد جاری سلسلہ خلافت کی بیعت میں بھی شامل فرمایا۔ ہر احمدی یقیناً اس بات پر گواہ ہے کہ آپ نے حقیقتاً ایمان کو ثریا سے واپس لا کر زمین پر قائم کر دیا اور اب ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس ایمان کو دلوں میں بٹھا کر اس پر ہمیشہ قائم رہے، حضرت مسیح موعود کے بعد آپ کے طریق پر چلنے والے نظام خلافت کے ساتھ جڑ کر اس ایمان کے مظہر بنتے ہوئے اسے دنیا کے کونے کونے میں پھیلائیں اور توحید کو دنیا میں قائم کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے قدرت ثانیہ کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ پہلی قدرت سے مراد حضرت مسیح موعود خود ہیں اور دوسری قدرت نظام خلافت ہے۔ ایمان کو زمین پر قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے بعد اور اس دوسری قدرت کو جاری فرمایا ہے۔ پس دینی ترقی بغیر خلافت کے ہو ہی نہیں سکتی اور جماعت کی وحدت خلافت کے بغیر قائم رہ ہی نہیں سکتی۔

حضور انور نے فرمایا کہ خلافت ثانیہ کے انتخاب کے موقع پر اس دوسری قدرت کے قائم ہونے میں فتنہ پردازوں نے جو فتنہ ڈالنے کی کوششیں کیں اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام و نامراد کر دیا، اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ خلافت کے نظام کو جاری رکھنے کا تھا۔ انہوں نے تو کہا تھا کہ یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نہیں چل سکے گا مگر خدا تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ یہ سلسلہ باوجود نامساعد حالات کے ترقی کر رہا ہے، دعوت الی اللہ کے کام بھی وسعت اختیار کر چکے ہیں۔ اس کے نظارے ہم ہر روز دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا کہ جو خلافت سے علیحدہ ہوئے ان کا مرکزی نظام بھی درہم برہم ہو گیا اور ان میں سے نیک فطرت آج بھی جماعت احمدیہ مبائعین میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور خلافت کے جھنڈے تلے آ رہے ہیں۔ فرمایا کہ آج دنیا میں دین کی اشاعت کا کام خلافت احمدیہ کے نظام کے تحت ہی ہو رہا ہے۔ آج جماعت احمدیہ ہی دنیا کو دین حق کی خوبصورت تصویر دکھا رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ خود بھی خلافت احمدیہ کی سچائی دنیا پر ثابت کر رہا ہے۔ حضور انور نے اس بارے میں چند ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے۔ فرمایا کہ پس جو اپنے ایمان میں مضبوط رہیں گے وہ نشانات اور تائیدات دیکھتے رہیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب انشاء اللہ خدا تعالیٰ کا یہ جاری فیض خلافت ہمیشہ قائم رہے گا لیکن اس فیض سے وہ لوگ محروم ہو جائیں گے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کریں گے۔ فرمایا کہ خلافت کے ذریعے خوف کو امن میں بدلنے کا وعدہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں سے فرمایا ہے جو اس کی عبادت کریں گے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں گے۔ فرمایا کہ غلط بیانی اور جھوٹ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ پس ایسے لوگ خلافت سے صحیح فیضیاب نہیں ہو سکتے۔ حضور انور نے عہدیداروں کو نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جو آپ کو خدا تعالیٰ خدمت کی توفیق دے رہا ہے یہ بھی صرف اور صرف خلافت سے وابستہ رہنے کی وجہ سے ہے۔ پس اگر کسی عہدیدار کے دل میں کبھی انا اور خود پسندی پیدا ہو تو اسے استغفار کی طرف توجہ پیدا کرنی چاہئے۔ اسی طرح علماء کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ نئے احمدیوں میں خلافت کے ساتھ حقیقی تعلق کا ادراک پیدا کریں۔ عہدیدار اپنے دینی علم کو بڑھائیں اور اپنے اخلاص و وفا اور تقویٰ کو بھی بڑھائیں اور خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو بھی بڑھائیں۔ پس عہدیداران، مربیان اور دین کا علم رکھنے والے خلیفہ وقت کا دست و بازو بنیں اور اپنے عمل کو بھی خلیفہ وقت کے تابع کریں اور دوسروں کو بھی نصیحت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نصیحتوں کا گلدستہ

تحریر امام سید شمشاد احمد ناصر

قرآنی ہدایت :

قرآن کریم کی سورۃ الکھف کے تعارف کے بارہ میں تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے:

"جس شخص نے سورۃ کہف کے شروع کی دس آیتیں حفظ کر لیں وہ فتنہ دجال سے بچا لیا گیا۔ ترمذی میں تین آیتوں کا بیان ہے، مسلم میں آخری دس آیتوں کا بیان ہے۔ نسائی میں دس آیتوں کو مطلق بیان کیا گیا ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ جو اس سورۃ کہف کا اول و آخر پڑھ لے اس کے لئے اس کے پاؤں سے سر تک نور ہو گا اور جو اس ساری سورۃ کو پڑھے اسے زمین سے آسمان تک نور ملے گا۔ مستدرک حاکم میں مرفوعاً مروی ہے کہ جس نے سورۃ کہف جمعہ کے دن پڑھی اس کے لئے دو جمعوں کے درمیان تک نور کی روشنی رہتی ہے.... حافظ ضیاء مقدسی کی کتاب المختار میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کرے گا وہ آٹھ دن تک ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہے گا یہاں تک کہ اگر دجال بھی اس عرصہ میں نکلے تو وہ اس سے بھی بچا دیا جائے گا"۔ (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 3 صفحہ 81-82 سورۃ الکھف)

اسی طرح تفسیر کبیر میں سورۃ کہف کے تعارف میں لکھا ہے:

"امام احمد بن جنبل ابو درداء سے روایت کرتے ہیں کہ۔ جس شخص نے دس آیتیں سورۃ الکھف کی ابتداء سے یاد کر لیں وہ دجال کے فتنہ سے بچایا جائے گا۔ اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورۃ دجال کے فتنہ سے تعلق رکھتی ہے"۔

اسی طرح یہ روایت بھی ہے کہ

"جس شخص نے سورۃ کہف کی آخری دس آیتیں یاد کر لیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ ہو جائے گا۔" (تفسیر کبیر جلد نمبر 4 صفحہ 409)

ترجمہ آیات:

میں اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ہر تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے جس نے یہ کتاب اپنے بندہ پر اتاری ہے اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔

اور اس سے اسے سچ سے معمور اور صحیح راہنمائی کرنے والی بنا کر اتارا ہے تا کہ وہ اپنے لوگوں کو اس کی یعنی اللہ کی طرف سے آنے والے ایک سخت عذاب سے آگاہ کرے اور ایمان لانے والوں کو جو نیک اور ایمان کے مناسب حال کام کرتے ہیں بشارت دے کہ اُن کے لیے خدا کی طرف سے اچھا اجر مقرر ہے۔

وہ اس اجر کے مقام میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور نیز اس نے اس لئے اسے اتارا ہے تا کہ وہ ان لوگوں کو آنے والے عذاب سے آگاہ کرے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے فلاں شخص کو بیٹا بنا لیا ہے۔

انہیں اس بارہ میں کچھ بھی تو علم حاصل نہیں اور نہ ان کے بڑوں کو اس بارہ میں کوئی علم تھا یہ بہت بڑی خطرناک بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے بلکہ وہ محض جھوٹ بول رہے ہیں۔

کیا اگر وہ اس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو تُو ان کے غم میں شدت افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

جو کچھ روئے زمین پر موجود ہے اسے یقیناً ہم نے اس کی زینت کا موجب بنایا ہے تا کہ ہم ان کا امتحان لیں کہ ان میں سے سب سے اچھا کام کرنے والا کون ہے۔

اور جو کچھ اس زمین میں موجود ہے اسے ہم یقیناً ایک دن مٹا کر ویران سطح بنا دیں گے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ کہف اور رقیم والے لوگ ہمارے نشانوں میں سے کوئی اچنبھا نشان تھے۔ جن کی نظیر پھر کبھی نہ پائی جاتی ہو۔

جب وہ چند نوجوان وسیع غار میں پناہ گزین ہوئے اور دعا کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "اے ہمارے رب ہمیں اپنے حضور سے خاص رحمت عطا کر اور ہمارے لئے ہمارے اس معاملہ میں رشد و ہدایت کا سامان مہیا کر"۔ (18:1-11)

اس ساری معلومات میں جو بات اہم ہے وہ یہ کہ سورہ کہف کی ابتدائی و آخری آیات یاد کرنی چاہئیں۔ اس سورت کا کثرت سے سوچ سمجھ کر مطالعہ کرنا

چاہیئے۔ یہ آیات فتنہ دجال سے محفوظ رکھیں گی۔ جمعہ کے دن اس کا پڑھنا مبارک ہے۔ آخر میں جو قرآنی دعا ہے اس کو ہر حال میں پڑھتے رہنا چاہیئے خدا ہمیں دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ آپؐ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔

میں نے عرض کی کہ اس کے بعد کون سا؟ آپؐ نے فرمایا ماں باپ سے نیک سلوک کرنا۔ پھر میں نے عرض کی کہ اس کے بعد کون سا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا، یعنی خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے پوری کوشش کرنا۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جمعہ کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ جب مسلمان کو ایسی گھڑی ملے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دعا مانگے وہ قبول کی جاتی ہے۔ آپؐ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ یہ گھڑی بہت ہی مختصر ہوتی ہے"۔ (مسلم کتاب الجمعہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 257) گویا جمعہ کا دن عبادت کے لئے مختص ہے اور اس میں قبولیت دعا کی گھڑی ہے۔

۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو پرہیز گار ہو، بے نیاز ہو، گمنامی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے والا ہو"۔ (مسلم کتاب الزہد)

تقویٰ کے ثمرات:

ایک رات حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ اپنے خادم کے ساتھ گشت کے لئے نکلے۔ وہ مدینہ کی گلیوں میں لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے گھومتے پھرتے رہے۔ چلتے چلتے انہیں تھکاوٹ محسوس ہوئی وہ ایک گھر کی دیوار سے ٹیک لگا کر آرام کی غرض سے کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں صبح بھی روشن ہو گئی۔

اس گھر کے اندر سے ایک بوڑھی عورت کی آواز آ رہی تھی۔ وہ اپنی بیٹی کو دودھ میں پانی ملانے کا حکم دے رہی تھی۔ لیکن لڑکی ماں کے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر رہی تھی وہ کہہ رہی تھی کہ امیر المومنین نے دودھ میں پانی ملانے سے منع کیا ہوا ہے اور بذریعہ منادی اس کا اعلان بھی کرا دیا ہے۔

ماں نے بیٹی سے کہا کہ کیا اس وقت عمر تمہیں دیکھ رہا ہے جو تم اس سے ڈر رہی ہو؟

لڑکی نے جواب دیا "اگر عمر نہیں دیکھ رہا تو کیا ہوا، عمر کا ربّ تو یقیناً ہمیں دیکھ رہا ہے"۔

حضرت عمرؓ اس نوجوان لڑکی کی دینداری اور امانت سے بہت مسرور اور متاثر ہوئے۔ غلام سے فرمایا اس گھر کو نظر میں رکھو۔ دن چڑھے اس لڑکی کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ کی بیٹی ام عمارہ ہے۔ اور جب یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ابھی کنواری ہے تو حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور پوچھا کہ تم میں سے کون اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے؟

ان کے بیٹے عاصم کہنے لگے کہ میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ان کے لئے حضرت عمرؓ نے اس لڑکی کا رشتہ مانگ لیا اور عاصم کی شادی اس نیک بخت لڑکی سے ہو گئی۔ عاصم کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی اس کا نام ام عاصم رکھا گیا۔ یہ حضرت عمرؓ کی پوتی تھیں جب سن بلوغت کو پہنچیں تو انکی شادی مروان بن حکم کے بیٹے عبدالعزیز سے ہوئی۔ اب ام عاصم کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اس کا نام انہوں نے اپنے دادا کے نام پر عمر رکھا۔ یہ وہی عمر بن عبدالعزیز ہیں جو بعد میں خلیفۃ المسلمین بنے جنہیں پانچواں خلیفہ راشد بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے دور میں اسلام کا شباب لوٹ آیا تھا۔ یہ ثمرہ تھا ایک نیک اور متقی لڑکی کی خدا خوفی کا۔ (سنہرے نقوش صفحہ 19-20، ماخوذ تاریخ عمر بن خطاب تالیف علامہ ابن جوزی)

دعا اور اثر:

حضرت شیخ سعدیؒ اپنی بوستان میں ایک واقعہ یوں لکھتے ہیں کہ:

بیان کیا جاتا ہے ایک درویش ساری رات عبادت کرتا رہا صبح ہوئی تو اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اپنی حاجات اپنے ربّ سے بیان کرنے لگا۔ لیکن غیب سے آواز آئی کہ تیری دعا قبول نہ ہو گی فضول وقت برباد نہ کر۔

دوسری رات درویش پھر عبادت میں مصروف رہا اور صبح کے وقت پہلے دن کی طرح جب وہ دعا میں مشغول تھا کہ اسے آواز آئی تیری دعا قبول نہ ہو گی۔ درویش کے ایک شاگرد نے بھی یہ آواز سن لی تو درویش سے کہنے لگا کہ جب آپ

کو معلوم ہو گیا ہے کہ تیری دعا قبول نہ ہو گی تو کیوں مشقت اٹھاتے ہیں۔

درویش نے مرید کی بات سنی تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے وہ گلوگیر آواز میں بولا تو ٹھیک کہتا ہے مجھے دھتکار دیا گیا ہے لیکن میں کیا کروں کہ اس کے دروازے کے سوا کوئی اور دروازہ بھی تو نہیں ہے۔ اگر میرے خدا نے میری طرف سے نظریں پھیر لی ہیں تو یہ خیال نہ کر کہ میں اس کا در چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں گا میرا تو اور کوئی ٹھکانا ہی نہیں۔

حضرت سعدیؒ نے اس حکایت میں یہ بات بیان کی ہے کہ مرد دانا خدا کے سوا کسی اور کو کسی حالت میں بھی اپنا حاجت روا خیال نہیں کرتا وہ بامراد ہو یا نامراد رہے اس کی پیشانی مالک حقیقی کی چوکھٹ پر سجدہ ریز رہتی ہے اگر اس کی دعا قبول نہیں ہوتی تو ناامید نہیں ہوتا بلکہ اپنی خامی سے آگاہ ہو کر پھر دست دعا بلند کرتا ہے تا آنکہ اس کا دامن گوہر مراد سے بھر جاتا ہے (بوستان سعدی)

اصول دعا

حضرت امام الزماںؑ فرماتے ہیں:

"میرا مذہب یہ ہے کہ کیسی ہی مشکلات مالی یا جانی انسان پر پڑیں ان سب کا آخری علاج دعا ہے۔ خدا تعالیٰ ہر شے کا مالک ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کر سکتا ہے اور ہر شئے پر اسی کا قبضہ ہے۔ انسان کسی حاکم یا افسر کے ساتھ معاملہ صاف کرتا ہے اور اس کو راضی کرتا ہے تو وہ اسے بہت سا فائدہ پہنچا دیتا ہے۔ کیا خدا تعالیٰ جو حقیقی حاکم اور مالک ہے اس کو نفع نہیں دے سکتا؟ مگر دعا کا معاملہ ایسا نہیں کہ انسان دور سے گولی چلا دے اور چلا جائے بلکہ جس شخص سے دعا کرانی چاہئے اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہئے۔ دیکھو بازار میں آپ کو ایک شخص اتفاقیہ طور پر مل جائے اور آپ اس کو پکڑ لیں اور کہیں کہ تو میرا دوست بن جا، تو وہ کس طرح دوست بن سکتا ہے؟ دوستی کے واسطے تعلقات کا ہونا ضروری ہے۔ اور وہ رفتہ رفتہ ہو سکتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ کوئی شخص نظام الدین صاحب ولی اللہ کے پاس اپنے کسی ذاتی مطلب کے لئے دعا کرانے کے واسطے گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے واسطے دودھ چاول لے آ۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ عجیب ولی ہے میں اس کے پاس اپنا مطلب لے کر آیا ہوں تو اس نے میرے آگے اپنا ایک مطلب پیش کر دیا ہے۔ مگر وہ چلا گیا اور دودھ چاول پکا کر لے آیا، جب وہ کھا چکے تو انہوں نے اس کے واسطے دعا کی اور اس کی مشکل حل ہو گئی، تب نظام الدین صاحب نے اس کو بتلایا کہ میں نے تجھ سے دودھ چاول اس واسطے مانگے تھے کہ جب تو دعا کرانے کے واسطے آیا تھا تو میرے واسطے بالکل اجنبی آدمی تھا اور میرے دل میں تیرے واسطے کوئی ہمدردی کا ذریعہ نہ تھا، اس واسطے تیرے ساتھ ایک تعلق محبت کا پیدا کرنے کے واسطے میں نے یہ بات سوچی تھی۔

ایسا ہی توریت میں حضرت اسحاقؑ کا قصہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ جا تو مرے واسطے شکار لے آ اور پکا کر مجھے کھلا تا میں تجھے برکت دوں اور تیرے واسطے دعا کروں۔ اس قسم کے بہت سے قصے اولیاء کے حالات میں درج ہیں اور ان میں حقیقت یہی ہے کہ دعا کرنے والے اور کرانے والے کے درمیان تعلق ہونا چاہئے۔

انسان پر جس قدر مصائب مالی یا جانی وارد ہوتے ہیں وہ سب خدا تعالیٰ کی نارضامندی کے سبب سے ہوتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ اپنی حالت میں تبدیلی کرے اور خدا تعالیٰ کو راضی کرے۔ تب تمام تکالیف درد دور ہو جاتے ہیں۔ دنیا کی تمام اشیاء اور تمام دل انسانوں کے خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ دیکھو جب تم کسی کے گھر میں جاؤ اور گھر والا تم پر راضی ہو تو اس کے تمام نوکر تمہاری خدمت کریں گے اور تمہارے ساتھ ادب سے پیش آئیں گے لیکن اگر تم آقا کو ناراض کر دو تو کوئی نوکر تمہاری پرواہ نہ کرے گا بلکہ سب بے عزتی کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔" (ملفوظات جلد 9 صفحہ 51-49)

ایک دعا

"اے زمین و آسمان کے نور، تو ایسے حالات پیدا کر دے کہ دنیا کا مشرق بھی اور دنیا کا مغرب بھی، دنیا کا جنوب بھی اور دنیا کا شمال بھی نور قرآن سے بھر جائے اور سب شیطانی اندھیرے ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیں۔" (خطبات ناصر 5 اگست 1966ء)

اہل اللہ مصائب کے بعد درجات پاتے ہیں

ملفوظات جلد اول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس والدین

عاتکہ صدیقہ۔ لاس اینجلس، کیلیفورنیا

تاریخ انبیاء خدا تعالیٰ کی ازلی سُنت پر شاہد ہے کہ وہ ان لوگوں کو منصبِ نبوت عطا کرتا ہے جو راستباز ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ مشرک نہ تھے۔“ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 23)

آپ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ کا قدیم قانون اور سُنت یہی ہے کہ وہ صرف ان لوگوں کو منصب دعوت وغیرہ پر مامور کرتا ہے جو اعلیٰ خاندان سے ہوں اور ذاتی طور پر بھی چال چلن اچھے رکھتے ہوں۔ کیونکہ جیسا کہ خدا تعالیٰ قادر ہے حکیم بھی ہے اور اس کی حکمت اور مصلحت چاہتی ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور ماموروں کو ایسی اعلیٰ قوم اور خاندان اور ذاتی نیک چال چلن کے ساتھ بھیجے تا کہ کوئی دل ان کی اطاعت سے کراہت نہ کرے۔ یہی وجہ ہے جو تمام نبی علیہ السلام اعلیٰ قوم اور خاندان میں سے آتے رہے ہیں۔ اسی حکمت اور مصلحت کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی نسبت ان دونوں خوبیوں کا تذکرہ فرمایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے لقد جاء کم رسول من انفسکم۔ [سورۃ التوبہ آیت 128] یعنی تمہارے پاس وہ رسول آیا جو خاندان اور قبیلہ اور قوم کے لحاظ سے تمام دنیا سے بڑھ کر ہے۔ اور سب سے زیادہ پاک اور بزرگ خاندان رکھتا ہے اور ایک اور جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَتَوَکَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ۔ الَّذِيْ يَرَاکَ حِيْنَ تَقُوْمُ۔ وَتَقَلُّبَکَ فِيْ السَّاجِدِيْنَ۔ [سورۃ الشعراء آیت 218 تا 220] یعنی خدا پر توکل کر جو غالب اور رحم والا ہے۔ وہی خدا تجھے دیکھتا ہے جب تو دعوت اور دعا کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ وہی خدا تجھے اس وقت دیکھتا تھا کہ جب تو تخم کے طور پر راستبازوں کی پشتوں میں چلا آتا تھا۔ یہاں تک کہ اپنی بزرگ والدہ آمنہ معصومہ کے پیٹ میں پڑا۔ اور ان کے سوا اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں ہمارے بزرگ اور مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ خاندان اور شرافتِ قوم اور بزرگ قبیلہ کا ذکر ہے۔“ (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 281-280)

ملک عرب قبائل کی سرزمین، جہاں کسی بھی شخصیت کی پہچان ان کے قبیلے سے ہوا کرتی تھی۔ قبیلہ معزز ہوتا تو وہ باعث عزو شرف سمجھا جاتا ہے۔ انہی قبائل میں سے ایک قبیلہ قریش بھی تھا۔ اس میں خاندان بنو ہاشم 'مکہ کی عظیم سرزمین میں ہونے والے عظیم حج کے اجتماع میں مہمانوں اور حجاج کی میزبانی کا فریضہ سرانجام دینے کے علاوہ نیکی۔ صداقت، حلال کمائی، حیا جو دوسخا۔ علم، تدبر، فراست، بصیرت کا علمبردار سمجھا جاتا۔ یہی وہ خاندان تھا جو خوب سیرت ہونے کے ساتھ ساتھ ظاہری خوبصورتی اور وجاہت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ یہ خاندان ان تمام خوبیوں کا جامع کیوں نہ ہوتا جن میں۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری

آنچہ خوباں، ہمہ دارند، تو تنہا داری

کا مصداق وجود پیدا ہونا تھا۔

حضرت عبدالمطلب

ان کا اصلی نام عامر تھا۔ مگر اپنے چچا کے غیر معمولی تعلق کی وجہ سے لوگوں نے آغاز ہی سے آپ کا نام عبدالمطلب رکھ دیا تھا۔ آپ اس کے علاوہ ”شیبۃ الحمد“ بھی کہلاتے تھے۔ یعنی ایسا سفید بالوں والا جو قابل تعریف ہو۔ آپ کے چچا ”مطلب بن مناف“ آپ کو مدینہ سے اپنے ہمراہ لے آئے تھے۔ جبکہ اس وقت آپ لڑکپن کی عمر سے گزر رہے تھے۔

کمی نرینہ اولاد کے طعنے

عرب میں کنبوں کا شرف بیٹوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتا تھا۔ حضرت عبدالمطلب کا صرف ایک بیٹا تھا، جس کا نام حارث تھا۔ لوگ باتوں باتوں میں آپ کو کمی اولاد کا طعنہ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی ”اے اللہ! میرا قبیلہ مجھے اولاد کی کمی کا طعنہ دیتا ہے۔ اگر تو مجھے دس بیٹے عطا فرمائے اور وہ عنفوان شباب کو پہنچ جائیں تو ان میں سے ایک بیٹا میں تیرے لئے قربان کروں گا“۔ اس دعا کے نتیجے میں اللہ نے آپ کو ۹ مزید لڑکے عطا فرمائے۔ (البدایہ والنہایہ)

خدا سے کئے ہوئے وعدہ کا ایفاء

ابن ہشام نے السیرۃ النبویہ میں لکھا ہے کہ آپ کے ہاں دس بیٹے پیدا ہوئے جو جوانی کی عمر کو پہنچ گئے۔ آپ نے اپنی نذر پوری کرنے کے لئے اپنے تمام بیٹوں حارث، زبیر، ابو طالب، عبداللہ، حمزہ، ابولہب، ضرار، عباس، الغیداق، المقوم کو

اکٹھا کیا اور اپنی نذر کا ذکر کیا۔ آفرین ہے ان فرزندوں پر جنھوں نے یک زبان ہو کر کہا۔ "اے ہمارے باپ! ہم حاضر ہیں، آپ جس طرح چاہیں ہم حاضر ہیں"۔

حضرت عبد المطلب نے فرمایا سب ایک ایک تیر لیکر ان پر اپنے اسماء لکھیں۔ تا کہ قرعہ ڈالا جا سکے۔ آپ دس تیر لیکر جن پر علیحدہ علیحدہ نام لکھے ہوئے تھے بیٹوں کے ہمراہ خانہ کعبہ تشریف لے گئے۔ قرعہ ڈالا گیا خدا کی تقدیر دیکھیں۔ قرعہ آپ کے فرزندِ اصغر عبد اللہ کے نام نکلا۔ حضرت مطلب نے عبد اللہ کا ہاتھ پکڑا، دوسرے ہاتھ میں چھری لی اور خانہ کعبہ میں جہاں لوگ قربانیاں کیا کرتے تھے ذبح کرنے کے لئے چل پڑے۔ سردار قریش اور عبد اللہ کی بہنوں نے مزاحمت اور آہ و فغاں شروع کر دی۔ عبد اللہ کے ماموں مغیرہ بن عبد اللہ بن مخزوم نے اس کی شدت سے مخالفت کی اور کہا کہ اس قربانی کے بدلے آپ فدیہ دے دیں۔ حضرت عبد المطلب نے اس پر اتفاق کیا۔ علامہ بن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ فدیہ کی رقم دس اونٹ تجویز کی گئی۔ قرعہ ڈالا جائے گا اگر قرعہ اونٹوں پر نکلا تو دس اونٹ قربان کر دئے جائیں گے اور اگر عبد اللہ کے نام نکلا تو دوبارہ قرعہ ڈالا جائے گا۔ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ اونٹوں کی مقدار میں اس وقت تک اضافہ ہوتا رہے گا جب تک قرعہ عبد اللہ کے نام نہ نکل آئے۔

ابن ہشام نے السیرۃ النبویہ میں لکھا ہے کہ قرعہ ڈالنے کا آغاز ہوا۔ دس اونٹوں کے بالمقابل عبد اللہ تھے اور قرعہ عبد اللہ پر نکلا۔ چنانچہ فیصلہ کے مطابق دس اونٹ بڑھا دیئے گئے۔ مگر دوسری دفعہ بھی قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا۔ تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ حتّٰی کہ اونٹوں کی تعداد دس سے بڑھتی ہوئی دسویں بار سو تک پہنچ گئی۔ اب جب کہ قرعہ ڈالا گیا تو وہ بجائے عبد اللہ کے اونٹوں پر نکلا جس سے قریش کے سارے افراد نہایت خوش ہوئے۔ حضرت عبد المطلب نے اپنے ربّ کی رضا معلوم کرنے کے لئے تین بار سو اونٹوں اور عبد اللہ پر قرعہ ڈالا تینوں دفعہ قرعہ اونٹوں پر نکلا۔ جس سے آپ مطمئن ہو گئے۔ اور سو اونٹ ذبح کر دیئے۔ کئی دن ان کا گوشت انسان تو انسان حیوانوں نے بھی کھایا۔

دیت کی پہلی مثال

عرب کے اس عظیم شہر مکہ کی تاریخ میں سب سے پہلے حضرت عبد المطلب ہی تھے جنھوں نے دیت کے طور پر اونٹ ذبح کرنے کا آغاز کیا جس کو بعد میں حضرت عبد اللہ کے عظیم فرزند رسول پاک ﷺ نے قیامت تک کے لئے جاری کر دیا۔ (الخصائص الکبریٰ، امام جلال الدین سیوطی)

حضرت عبد اللہ

آپ کی ولادت ۵۴۵ء کو ہوئی۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ تھا۔ آپ کے ساتھ آپ کی بہن (ام الحکیم البیضا) جڑواں پیدا ہوئی۔

حضرت عبد اللہ کی شخصیت

آپ نہایت حسین و جمیل تھے۔ آپ کی خوبصورتی کا عرب کے کونے کونے میں چرچا تھا۔ سعادت مندی انتہاء کی تھی۔ نہایت سیر چشم اور سخی تھے۔ اخلاق میں ایک معتبر شہادت رکھتے تھے۔ دل کے رحیم تھے آپ کی نیک شہرت آپ کا طرۂ امتیاز تھی۔

چند اور خصوصیات

آپ فطری طور پر سعادت مند تھے۔ دین ابراہیمی پر قائم تھے۔ اطاعت کی زندہ تصویر اور فرشتہ صفت انسان تھے۔ مکہ کی کئی عورتیں آپ سے شادی کرنے کے لئے بے قرار تھیں۔ آپ طہارت ظاہری اور باطنی سے مرصع تھے۔ اپنے بھائی بہنوں کے چہیتے ہونے کے ساتھ ساتھ آپ بھی اُن پر جان نچھاور کیا کرتے تھے۔ نور نبوت کے امین اور بہترین تاجر تھے۔

آپ کی وفات اور کل اثاثہ

آپ کی وفات 570ء میں ہوئی۔ مختلف روایات سے استنباط کیا جائے تو آپ کی عمر 25 سال کے قریب بنتی ہے۔ آپ عین جوانی میں خشک کھجوروں کی تجارت کی غرض سے یثرب گئے۔ جہاں آپ پر بیماری نے شدید حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں اپنے ننھیال میں وفات پائی اور وہیں پر دفن ہوئے۔ آپ کی وفات پر حضرت آمنہ نے اپنے غم کا اظہار اس طرح کیا ہے (اشعار کا ترجمہ):

رات جب اس کا تابوت دوستوں اور غمگساروں نے اٹھایا تو ہجوم اتنا تھا کہ ہر کوئی کاندھا دینے کے لئے دوڑ رہا تھا کہ کہیں وہ اس سے محروم نہ رہ جائے۔

(طبقات الکبریٰ، شرح مواہب الدنیہ، القسطلانی)

آپ نے ورثے میں 5 اونٹ، ایک چھوٹا بھیڑ بکریوں پر مشتمل ریوڑ، کپڑے کے کاروبار کی دوکان، کھجوروں اور چمڑے کا ذخیرہ، دو غلام اور ایک لونڈی ام ایمن چھوڑی۔

حضرت آمنہ کا حسب و نسب

حضرت آمنہ کا تعلق قبیلہ بنو زہرہ سے تھا۔ آپ چوتھی پشت میں کلاب سے جا ملتی ہیں۔ اور اسی کلاب سے عبد اللہ پانچویں پشت سے ملتے ہیں۔ گویا اس نیک صورت اور نیک سیرت جوڑے کی اصل ایک ہی تھی۔ آپ کا پورا نام آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب ہے۔ (الروض الانف امام سہیلی)

پیدائش

آپ کی پیدائش 551ء میں ہوئی، آپ کی والدہ کا نام برہ بنت عبد العزی تھا۔ جن کا نسب پانچویں پشت میں قصی سے جاملتا ہے۔ جو رسول پاک ﷺ کے جد امجد تھے۔

رشتہ ازدواج

حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ کے قبائل میں شروع ہی سے باہم ہمدردی کے تعلقات تھے۔ دونوں اطراف سے بچے آپس میں گھلتے ملتے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کی خوشی غمی میں شریک ہوتے تھے۔ باہم مشورے ہوتے۔ تجارتی تعلقات پر باتیں ہوتیں۔ ان تمام وجوہات کی بناء پر دونوں خاندان بخوبی ایک دوسرے سے آشنا تھے۔ آپ کے والد عبد المطلب کی طرف سے رشتہ کی پیش کش کی گئی۔ جو بلا تامل قبول کر لی گئی۔ (سیرت بیت النبوبیہ مصنفہ ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطی) شادی کے وقت آپ کی عمر بیس برس تھی۔ ہر چند کہ حضرت عبد اللہ کی طرح حضرت آمنہ کے لئے بھی رشتوں کی کمی نہ تھی۔ مگر تقدیر میں کچھ اور ہی لکھا ہوا تھا۔ شادی کے بعد تین دن سسرال میں رہ کر اپنے مکان "رفق المولد" میں آ گئے۔ مگر یہ رفاقت صرف ۷ ماہ رہی جس کے بعد عبد اللہ کا انتقال ہو گیا مگر وہ اپنی ایک نشانی آپ کے پاس چھوڑ گئے۔

حضرت آمنہ کے تین کشوف

خصائص الکبریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت آمنہ نے فرمایا کہ مجھے کشف میں دکھایا گیا۔ ایک فرشتہ آیا اور کہنے لگا تمہیں معلوم ہے کہ تم حاملہ ہو؟ میں نے جواب دیا مجھے علم نہیں۔ اس نے مجھے بتایا کہ تم ایسے بچے کی حاملہ ہو جو سردار اور نبی ہو گا۔ یہ سوموار کا دن تھا۔ قریب ولادت بھی وہی فرشتہ آیا اور کہا یہ دعا کرتی رہو۔ "میں اللہ سے جو واحد اور معبود ہے اس بچے کے لئے پناہ چاہتی ہوں کہ وہ اسے ہر حاسد کے شر سے محفوظ رکھے"۔

پھر جب آپ کو دردزہ ہوا تو عین اس وقت کشف ہوا۔ آپ فرماتی ہیں۔

"میں اکیلی اپنے مکان میں تھی کہ میں نے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنی جب کہ عبد المطلب کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ یہ آواز ایسی تھی گویا دیوار گر گئی ہو۔ میں ڈر گئی۔ میں نے دیکھا کہ سفید رنگ کا ایک پرندہ اترا اور اس نے اپنے بازو سے مرے دل کی جگہ کو چھوا۔ چنانچہ میرا خوف دور ہو گیا اور دردزہ بھی جاتا رہا۔ پھر ایک برتن میں سفید رنگ کا مشروب دیکھا۔ میں نے اس کو پی لیا۔ پھر میں نے ایک نور کو اپنے قریب آتے دیکھا جو بہت اونچا تھا اور میں نے عورتیں دیکھیں جو دراز قد تھیں (ایک روایت میں ہے کہ وہ عورتیں آسیہ، مریم اور ساتھ والی جنت کی حوریں ہیں) یہ مرے ارد گرد ہیں اور میں حیران ہوں کہ میرے حال سے کیسے واقفیت رکھتی ہیں"۔

خصائص الکبریٰ میں حضرت آمنہ کے تیسرے کشف کا احوال آپ ہی کے الفاظ میں سنئے۔ فرماتی ہیں:

"جس وقت مجھے حمل ہوا تو آواز آئی کہ تم ایسے وجود کی امانتدار ہو جو قوم کا سردار ہو گا۔ جس کی نشانی یہ ہے کہ اسکی پیدائش کے وقت ایسا نور نکلے گا جس سے بصریٰ کے محل روشن ہو جائیں گے، جس وقت یہ بچہ پیدا ہو اس کا نام محمد (ﷺ) رکھنا"۔

اسی طرح رسول پاک ﷺ خود بھی فرمایا کرتے تھے کہ "میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔ عیسیٰ بن مریم کی بشارت ہوں۔ اپنی ماں کا وہ رویا ہوں جو انہوں نے ظاہری آنکھ سے دیکھا کہ انکے جسم سے ایک نور نکلا جس میں انہیں شام کے محلات نظر آئے اور انبیاء کی ماؤں کو اسی طرح دکھایا جاتا ہے"۔

عظیم ماں کی دعا

عرب کے دستور کے مطابق جب دودھ پلوانے کے لئے آنحضور ﷺ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا گیا تو آپ نے ان الفاظ میں دعا کی اور اپنے بچے کو رخصت کیا۔

"میں اپنے بچے کو ربّ ذوالجلال کے سپرد کرتی ہوں اور اس شر سے جو پہاڑوں میں پلتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اونٹ پر سوار دیکھوں کہ وہ غلاموں اور بے کس لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور احسان کرنے والا ہے"۔ (الطبقات الکبریٰ)

حضرت آمنہ کی وفات

آپ ہر سال اپنے شوہر کی قبر پر زیارت اور دعا کی غرض سے جایا کرتی تھیں۔ آنحضور ﷺ کی عمر چھ سال اور چند ماہ ہوئی تو آخری بار ایک قافلہ کے ہمراہ یثرب روانہ ہو گئیں۔ آپ کے ساتھ رسول اللہ کے علاوہ خادمہ ام ایمنؓ بھی تھیں۔ آپ نے وہاں پر ایک ماہ قیام کیا اور واپسی پر مکہ اور مدینہ کے وسط میں اچانک بیمار ہو گئیں آپ کو کمزوری اور درد سر کے ساتھ بخار نے آ لیا۔ آپ چند روز بیمار رہ کر 25 سال کی عمر میں اپنے چند سالہ بچے سے جدا ہو کر 576 عیسوی کو اپنے خالق سے ملیں۔ آپ کو "ابوا" کے مقام میں دفن کیا گیا۔ جو دور ہی سے پہاڑ کی چوٹی پر نظر آجاتا ہے۔

مزید اوصاف حمیدہ

مزید اوصاف حمیدہ میں آپ کی قناعت اور منکسر المزاجی شامل ہے۔ آپ شرک سے بیزار اور توحید سے چمٹی ہوئی تھیں۔ اپنے شوہر کی مطیع اور فرمانبردار ہونے کے ساتھ ساتھ زیرک اور موقع شناس تھیں۔ چنانچہ آپ کی شادی کے تھوڑے عرصے بعد ہی آپ کے خاوند کو تجارت کی غرض سے کہیں جانا پڑ گیا تو مزاحمت نہ کی۔ (الروض الانف، امام سہیلی)

یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اور تقویٰ شعار والدین کا مختصر تذکرہ۔

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ

شیریں ثمرات — تحدیث نعمت

امتہ الباری ناصر

علیم وخبیر خدائے رحمان نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اقراء سے کلام کا آغاز فرمایا اور قرآنِ کریم عنایت فرماکے کل عالم کو تعلیم حق کی ذمہ داری سونپ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان مرد اور عورت پر تعلیم حاصل کرنا فرض قرار دیا۔ یہ فرض آپؐ کے جان نثاروں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بفضل الٰہی سب سے بڑھ کر اس شان سے ادا فرمایا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے آپؑ کو علم کا شہر قرار دیا:

انت مدینۃ العلم طیب مقبول الرحمٰن

یعنی تو علم کا شہر ہے پاک اور خدا تعالیٰ کا مقبول ہے۔ (تذکرہ 368)

آپؑ نے بفضلِ الٰہی اسی علم و معرفت کے الوہی ہتھیاروں سے اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعتِ نور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کا معرکتہ الارا جہاد کیا۔ اس فتح نصیب جرنیل نے اپنی فوج یعنی افراد جماعت کی دینی و علمی ترقی کے لئے دیگر اقدامات کے ساتھ تعلیمی ادارے بھی قائم فرمائے۔ خدا کے خاص فضل و کرم سے ان کی تعداد اور کارکردگی میں ہمہ جہت ہمہ وقت ترقی جاری ہے۔ پھر آپؑ کے علوم ظاہری اور باطنی سے پر اولوالعزم بیٹے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر لکھتے ہوئے قرآنی آیت وکواعب اترابا پر غور فرمارہے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے خواتین کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کالج کھولنے کا منصوبہ سجھایا۔ آیت مذکورہ کا مفہوم بیان فرماتے ہیں۔

"کواعب اترابا میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ ایسی برکتیں دے گا کہ جب وہ مقامِ مفاز میں پہنچیں گے تو ان کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہوگی کہ ان کی عورتوں کا دینی معیار بھی اونچا ہو جائے گا اور پھر وہ اس معیار میں ایک دوسری کے برابر ہوں گی غرض کواعب میں ان کے معیار کے اونچا ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یعنی عورتوں کا دینی معیار بلند ہوگا اور سب میں جوش اور جوانی اور بلندی پائی جائے گی اور اتراب میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ان کی ترقی قومی ترقی ہوگی انفرادی نہیں یعنی سب میں یہ جوش ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہوگا یہ نہیں ہوگا کہ چند عورتوں میں تو جوش و خروش بے انتہا ہو اور باقی اپنے فرض سے غافل ہوں بلکہ سب عورتوں میں ملتا جلتا جوش و خروش پایا جائے گا۔ اور وہ سب کی سب دین کی ترقی کے لئے ایک جیسی قربانی کریں گی۔" (تفسیر کبیر جلد 8 ص 52)

ان مقاصد کے حصول کے لئے آپ نے حضرت ام المومنینؓ کی روحانی بیٹیوں احمدی خواتین کے لئے ان کے مبارک نام پر ایک کالج قائم فرمایا۔ اس کا نام 'جامعہ نصرت برائے خواتین' رکھا۔ خواتین کی اعلیٰ دینی تعلیم کا ادارہ قادیان میں جاری تھا۔ ربوہ میں جو کالج قائم کیا گیا اس میں دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم بھی دینا مقصود تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے 14 جون 1951ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔ افتتاحی تقریر میں اس کے اغراض و مقاصد تفصیل سے بیان فرمائے۔ مختصر اقتباس دیکھئے:

'طالبات کے اندر ایسی آگ پیدا کی جائے جو ان کو پارہ کی طرح ہر وقت بے قرار اور مضطرب رکھے جس طرح پارہ ایک جگہ نہیں ٹکتا بلکہ وہ ہر آن اپنے اندر ایک اضطرابی کیفیت رکھتا ہے اسی طرح تمہارے اندر وہ سیماب کی طرح تڑپنے والا دل ہونا چاہئے جو اس وقت تک تمہیں چین نہ لینے دے جب تک تم احمدیت اور اسلام کو' اور احمدیت اور اسلام کی حقیقی روح کو دنیا میں قائم نہ کر دو'۔ (تاریخ احمدیت جلد 13 ص 329)

کروڑوں کروڑ رحمتیں اور برکتیں اور بلند سے بلند درجات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا نصیب ہوں جن کی خواتین کی دینی، علمی اور تربیتی ترقی کے لئے بروقت منصوبہ بندی نے

ان گنت زندگیاں سنوار دیں۔ اس کے دیرپا اور دور رس نتائج کا اندازہ مؤرخ لگاتے رہیں گے اور کہتے رہیں گے ؏

ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

جامعہ نصرت سے ان گنت احمدی خواتین نے بھرپور استفادہ کیا۔ اور کرتی رہیں گی، انشاء اللہ۔ ایسی بیکراں وسعتوں کو ناپنے کا کوئی آلہ نہیں ہوتا۔ تاہم اپنے محسن کو خراج عقیدت وتحسین پیش کرنے کے لئے اپنے خاندان کی مثال دیتی ہوں کہ کس طرح آپ کی یہ روح پرور بلند پروازی ہماری زندگی کے خدوخال بنارہی تھی پہلے مختصر تعارف کروادوں۔

اباجان مکرم عبدالرحیم صاحب دیانت کا دوبیٹوں اور پانچ بیٹیوں پر مشتمل خاندان قادیان کے محلہ دارالفتوح میں رہتا تھا۔ (ایک بھائی مکرم عبدالسلام طاہر صاحب رتن باغ لاہور میں پیدا ہوئے تھے) تقسیم برصغیر کے وقت ہمارا خاندان تقسیم ہوگیا اباجان نے پردرد دعاؤں اور بھاری دل سے ہمیں قادیان سے رخصت کیا اور خود حفاظتِ مرکز کے لئے درویش قادیان ہوگئے۔ ہم حضرت مصلح موعودؓ کی چھاؤں میں لاہور آگئے۔ ہماری بڑی بہن مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ نے قادیان کے مدرسۃ البنات سے تعلیم حاصل کی تھی اور ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا تھا۔ دو بھائی مکرم عبدالمجید نیاز صاحب اور مکرم عبدالباسط شاہد صاحب جامعۃ المبشرین میں اور باقی بہنیں نصرت گرلز سکول میں زیر تعلیم تھیں۔ اس تہی دامنی کے عالم میں زندگی کا سامان کرنا ہی مشکل تھا چہ جائیکہ اعلیٰ تعلیم کا سوچنا۔ زندگی کے اس صبر آزما دور میں تعلیم کی سہولت میسر آنا کلیۃً خلافت کی برکات کا ثمر ہے۔ ہمارے پیارے حضورؓ نے لاہور آتے ہی وقت ضائع کئے بغیر بچوں کی تعلیم جاری رکھنے کا انتظام فرمایا۔ رتن باغ کے ایک متروکہ سکول میں پناہ گزین تھے وہیں نماز کے لئے مخصوص ہال میں بڑی لڑکیوں کی کلاسیں ہوتیں جبکہ چھوٹی بچیوں نے آسمان کے نیچے کسی درخت کے سائے میں اینٹ ' پتھر یا لکڑی کے ٹکڑے پر بیٹھ کر پڑھنا شروع کیا۔ ایک سال کے بعد تازہ بستی ربوہ آباد ہوگئی۔ یہاں منتقل ہوئے تو کچا بیرک سکول تیار تھا سب کی تعلیم جاری ہوگئی۔ ہم بہنیں بھی اپنی اپنی عمر کے لحاظ سے کلاسوں میں پڑھنے لگیں۔ اسکول کی تعلیم پر کوئی خرچ نہیں ہوتا تھا۔ حفاظتِ مرکز کے لئے قادیان ٹھہر جانے والے درویشوں کے بچے فیس سے مستثنیٰ تھے۔ کتابیں کاپیاں میسر نہ تھیں تختی اور سلیٹ پر ساراکام ہوتا۔ ربوہ میں پہلے ہم احاطہ دارالخواتین میں رہتے تھے پھر اپنا گھر تعمیر ہوگیا تو دارالرحمت وسطی میں ریلوے سٹیشن کے پیچھے پہلی گلی میں منتقل ہوگئے۔ (یہ وہی مردم خیز گلی ہے جس کا تعارف مکرم پروازی صاحب نے بڑی عمدگی سے کروایا ہے۔) ہم ریلوے لائن عبور کرکے پیدل سکول چلے جاتے۔ بفضلِ الٰہی اساتذہ کی قابلیت ' لگن اور محنت سے ہم اچھے نمبروں سے پاس ہوتے رہے۔

دینی تعلیم کا بھی انتظام تھا۔ ہمارے والدین کی ساری توجہ اسی بات پر تھی کہ خلافت سے وابستہ رہو اور دین حاصل کرو۔ آپا لطیف صاحبہ لجنہ کا بہت کام کرتیں، ہمیں ساتھ ساتھ رکھتیں اس طرح ہمارے سب رجحانات کا محور جماعت کی سرگرمیاں تھیں۔ اب میں ایک ایک بہن کا ذکر کرکے اس کی تعلیم وتربیت ' خلافت سے وابستگی اور خدمات کا ذکر کروں گی۔ تاکہ جامعہ کے شیریں ثمرات کا ذائقہ محسوس کیا جاسکے۔

ہماری دوسرے نمبر کی بہن مکرمہ امۃ الرشید قمر صاحبہ نے 1951ء میں میٹرک پاس کیا۔ خوبیٔ قسمت یہ وہی سال تھا جس میں ربوہ میں جامعہ نصرت کھلا۔ باجی کا رزلٹ آیا تو حضرت مریم صدیقہ صاحبہ حرم حضرت مصلح موعودؓ (جنہیں سب چھوٹی آپا کہتے ہیں) اور پرنسپل مکرمہ فرخندہ شاہ صاحبہ نے امی جان کو سمجھا بجھا کر قائل کرلیا کہ آپ بیٹی کو کالج میں داخل کروائیں۔ کالج میں داخلے کا تصور بالکل نیا تھا اس وقت عام خیال یہی ہوتا تھا کہ لڑکیوں کے لئے میٹرک کافی ہے۔ قرآن شریف اور روحانی خزائن پڑھیں اور سلائی کڑھائی گھرداری سیکھیں۔ ہمارے اباجان لڑکیوں کی تعلیم کے مخالف نہیں تھے۔ لیکن خاندان سے دوری اور محدود وسائل کی وجہ سے کچھ مذبذب ہوئے مگر جب معلوم ہوا کہ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ نے آگے پڑھانے کا مشورہ دیا ہے تو خوشی سے مان گئے اس طرح ہماری پہلی بہن کا جامعہ نصرت میں داخلہ ہوا۔ باجی کو جامعہ نصرت کی پہلی کلاس میں داخل ہونے کا اعزاز نصیب ہوا۔ اس پہلے بیچ batch میں سولہ طالبات تھیں۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ اور مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ بھی اس کلاس میں شامل تھیں۔ جامعہ کی کلاسیں اولاً حضرت صاحبزادہ مرزا خلیل احمد کی کوٹھی پر شروع ہوئیں پھر لجنہ کے دفتر میں بالآخر 1953ء میں چار کمروں پر مشتمل جامعہ کی بلڈنگ بن گئی اس طرح باقاعدہ اپنی عمارت میں کلاسیں شروع ہوئیں۔ جامعہ نصرت کی خوش قسمتی کہ اس کو نابغۂ روزگار سرپرست اور پروفیسرز ملے۔ ابتدائی سٹاف ممبرز کے نام درج ہیں:

حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ۔ عربی

مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری۔ دینیات

محترمہ فرخندہ شاہ صاحبہ۔ انگریزی واقتصادیات

حضرت پروفیسر علی احمد صاحب ایم اے۔ اردو فارسی

محترمہ استانی سردار صاحبہ۔ عربی

(تاریخ احمدیت جلد21 ص605)

ہسٹری کے پروفیسر مکرم علی محمد صاحب بی اے بی ٹی تھے اور باجی کو یاد ہے کہ مکرمہ مسز شاہ صاحبہ ایم اے کرنے لاہور تشریف لے گئیں تو ان کی غیر موجودگی میں انگلش کی کچھ نظمیں سمجھنے میں مکرم محمود اللہ شاہ صاحب سے مدد لی۔

لیکچرر حضرات پردے کے پیچھے بیٹھ کر پڑھاتے تھے۔ بلیک بورڈ اس طرح رکھا جاتا کہ آدھا پردے کے پیچھے ہوتا آدھا طالبات کی طرف۔ لیکچرر بورڈ پر لکھ کر طالبات کی طرف کھسکا دیتے۔ نہایت پاکیزہ فضا تھی جس میں لیکچرر اور طالبات دونوں کا وقار اور احترام قائم رہتا اور ایک خاندان جیسی یک رنگی تھی۔ باجی نے اکنامکس ' عربی اور ہسٹری مضامین رکھے۔ اردو ' انگریزی لازمی تھے۔ ہسٹری (تاریخ) مضمون رکھنے میں ایک دلچسپ حسن اتفاق یہ ہوا کہ باجی نے بھائی جان عبدالباسط صاحب شاہد سے مضامین کے انتخاب میں

مشورہ لیا انہوں نے کہا کہ ہسٹری ضرور رکھنا لوگ اس لئے نہیں لیتے کہ اس میں نمبر کم آتے ہیں لیکن ہسٹری پڑھنے سے اپنے ماضی سے شناسائی ہوتی ہے۔ باجی نے ہسٹری رکھ لی۔ حضرت مصلح موعودؓ جب کالج کے افتتاح کے لئے تشریف لائے تو اغلباً طالبات کے داخلہ فارمز کا جائزہ لے چکے تھے۔ اپنے افتتاحی خطاب میں زیادہ حصہ تاریخ پڑھنے کی دنیاوی اور دینی لحاظ سے اہمیت بیان فرمائی دنیا کی تاریخوں اور اسلامی تاریخ سے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے اور طالبات کو تاکید فرمائی کہ اپنی تاریخ کا مضمون ضرور پڑھیں۔ باجی اپنے دل میں خوش ہوتی رہیں کہ بھائی جان کی بات مان کر تاریخ رکھی تھی۔ گھر آکر بھائی جان کو بتایا تو وہ بھی بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔ اس بات کا ذکر اکثر ہمارے گھر میں ہوتا رہا۔

جامعہ میں حضرت مصلح موعودؓ کی دلچسپی اس کاشتکار کی طرح تھی جو نئی فصل اگتے بڑھتے پھلتے پھولتے دیکھتا ہے۔ اور خوشی سے نہال ہوتا ہے۔ اس چمن کا ایک ایک بوٹا اہم تھا ایک ایک طالبہ کا خیال رکھتے۔ اس مشفقانہ تعلق سے چھوٹی چھوٹی باتیں قیمتی یادگاریں بن گئیں۔ باجی ایک دن دارالرحمت وسطی کے پلاٹ پر اپنے مکان کی بنیاد رکھنے کے لئے اینٹ پر دعا کروانے کے لئے گئیں آپ نے از راہ شفقت دعا کی۔ پھر باجی سے ان کی تعلیم کے بارے میں سوالات کئے اور فرمایا:

"Would be teacher."(استانی بنو گی۔)

آپؓ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ کیا نکلے کہ قدرت نے باجی کو تدریس کے شعبے کے لئے تیار کرنا شروع کر دیا۔

حضرت چھوٹی آپا کالج کی ڈائریکٹریس تھیں۔ ان کی عنایات کا شمار کسی کے بس کی بات نہیں۔ ہر بات میں ایک مخلص ہمدرد رہنما میسر تھا۔ آپ ہماری امی جان کے صبر وقناعت سے بہت متاثر تھیں۔ اور اس مجبوری کو بھی سمجھتی تھیں کہ اباجان کے درویش ہونے کی وجہ سے امی کی ذمے داریاں دوہری ہو گئیں ہیں۔ ایک دفعہ فیصل آباد ویمن کالج میں کانووکیشن تھی۔ کالج کی انتظامیہ نے طالبات کو کانووکیشن دکھانے کا فیصلہ کیا باجی کو اجازت ملنے میں مسئلہ تھا حضرت چھوٹی آپا نے فرمایا آپ فکر نہ کریں میں اسے خود اپنے ساتھ لے کر جاؤں گی چنانچہ باجی کو اپنی گاڑی میں جس میں پرنسپل صاحبہ بھی سفر کر رہی تھیں ساتھ لے کر گئیں۔

1952ء میں پہلا سالانہ ٹورنامنٹ اور جلسہ تقسیم انعامات ہوا جس کی مہمانِ خصوصی حضرت ام داؤد صاحبہ تھیں۔ 1953 کے تقسیمِ انعامات میں حضرت مصلح موعودؓ رونق افروز ہوئے۔ پہلے دو سال کالج میں کوئی کانووکیشن نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس کا بورڈ اور یونیورسٹی سے الحاق نہیں تھا پھر باقاعدہ کانووکیشن ہونے لگی جس میں مقتدر علمی ہستیوں کو مدعو کیا جاتا مثلاً لاہور کالج فار ویمن کی پرنسپل مسز لال صاحبہ، کنیئرڈ کالج کی پرنسپل مسز منگت رائے صاحبہ، ہوم اکنامکس کالج کی پرنسپل مسز بشیر صاحبہ، بیگم وقارالنساء نون صاحبہ اور بیگم محمودہ نذیر صاحبہ۔

کالج کے عمومی ماحول کے متعلق ایک حسین قلمی تصویر پیش خدمت ہے یہ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کا ایک مضمون ہے جو مصباح میں چھپا تھا۔

"اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا"

میں ماضی کے دھندلکوں میں گھوم رہی تھی۔۔۔ان دھندلکوں میں مجھے ایک چوکھٹ پر "اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" سنہری اور روپہلی حروف میں چمکتا ہوا نظر آیا۔۔۔ میں ٹھٹکی۔۔۔ میں نے غور کیا۔۔۔ یہ حسین الفاظ اپنی آب وتاب کے ساتھ نمایاں ہوتے گئے۔۔۔ میں نے دماغ پر زور ڈالا۔۔۔ کہ یہ حسین اور روح پرور کلمات میں نے کسی مومن کی زبان سے سنے تھے۔۔۔ یہ کس قدر حسین لمحات تھے؟ بظاہر محدود۔۔۔ مگر معنی کے لحاظ سے کس قدر وسیع اور کس قدر قوی تھے۔۔۔ مجھے یاد آیا۔۔۔ مجھے یاد آیا۔۔۔ اور اس یاد کے آتے ہی۔۔۔ میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ پڑا۔۔۔ کیونکہ اس سہانی یاد کے ساتھ ایک ایمان افروز واقعہ وابستہ تھا۔۔۔

غالباً 53ء میں ہم لوگ فورتھ ائیر میں تھے۔۔۔ یہ ہمارے کالج کا پہلا بیچ تھا جس نے بی۔ اے کا فائینل امتحان دینا تھا۔۔۔ چونکہ اس کالج کا ابتدائی دَور تھا۔۔۔ حالات زیادہ سازگار اور تعلیمی ترقی کے لئے ممد ومعاون نہ تھے جیسا کہ ابتداء میں ہوا کرتا ہے۔۔۔ پورا اسٹاف میسر نہ تھا۔ کبھی انگلش مضمون کا وقت تو کبھی اردو مضمون کا۔۔۔ کبھی عربی کا اور کبھی فارسی کا۔۔۔ دو چار دن اس مہربان سے درس وتدریس ہوا۔۔۔ تو دو چار دن کے لئے اُس مہربان سے۔۔۔ غرض اِس راہ میں ہمارے لئے کوئی باقاعدگی نہ تھی۔۔۔ مگر یہ پہلا بیچ۔۔۔ یہ کلاس اپنے اندر کمال اعتماد رکھنے والی اور علمی ذوق رکھنے والی تھی۔ باوجود اس کے کہ اسے صحیح راہنمائی حاصل نہ تھی اپنے طور پر بہت محنتی تھی۔۔۔ پڑھائی میں، کھیلوں میں اور کالج کے دیگر کاموں میں یہ کلاس بہت دلچسپی لیا کرتی۔۔۔ یہ کلاس اِس معاملہ میں تشنہ کام رہی کہ کاش انہیں بروقت ایسے راہنما ملیں جو باقاعدگی کے ساتھ انہیں منزل مقصود کی طرف چلائیں۔۔۔ مگر ایک لمبے عرصے تک یہی ہوتا رہا۔۔۔ سو اِن حالات کا جو نتیجہ عموماً ہوا کرتا ہے ظاہر ہے۔۔۔ چند سٹوڈنٹس کسی نہ کسی مضمون میں کچھ کمزور رہ گئیں۔۔۔ جن میں سے ایک سٹوڈنٹ امۃ الرشید سلمہا اللہ بھی تھیں ان کا انگلش مضمون نسبتاً کچھ کمزور تھا۔۔۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا۔۔۔ اور ہم لوگ امتحان کے قریب آتے گئے۔۔۔ ہمارے رہنماؤں کی طرف سے ہمیں تلقین ہوتی۔۔۔ ہمیں توجہ دلائی جاتی۔۔۔ ہم لوگ جو کمزور تھے بجائے اس کے کہ زیادہ سے زیادہ محنت کریں اور اس شکایت کو دور کریں۔ سوچ بچار میں لگ جاتے کہ پھر کیا کیا جائے۔۔۔ یا زیادہ سے زیادہ دل ہی دل میں یہ طے کر بیٹھتے کہ اس کے فائینل میں شامل ہی نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ اس بُری حالت سے۔۔۔ اور اس برتے پر بڑی مشکل تھی کہ ہم امتحان میں کود دیں۔ خصوصاً میری تو بُری حالت تھی۔۔۔ مگر ایک لڑکی جو کہ میرے لئے بہترین مثال تھی۔۔۔ باوجود بار بار توجہ دلانے کے بھی۔۔۔ اُن کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔۔۔ انہیں اتنی دفعہ اور اس قدر زوردار الفاظ میں توجہ دلائی جاتی کہ

اگر ان کی جگہ میں ہوتی تو کب کا معاملہ ختم کر چکی ہوتی۔۔۔ کئی دفعہ تو صاف طور پر اساتذہ کی طرف سے کلاس میں کہا گیا کہ انگلش میں پاس ہونا ان کے لئے ناممکن ہے اور اس کلاس میں سب سے زیادہ اسی مضمون کی دقت ہوا کرتی ہے۔۔۔وہ یہ وارننگ سُن کر۔۔۔ بڑے اطمینان اور کامل توکل کے ساتھ کہہ دیتیں۔۔۔''اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' میں نے اکثرو بیشتر۔۔۔بار بار ان کی زبان سے یہ کلمات سُنے۔۔۔میں اُن کے اس قدر پختہ ایمان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔۔۔ایک دن تو میری حالت ایسی تھی کہ آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔اور میں نے امۃ الرشید کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔۔۔عزیزہ! آپ ضرور کامیاب ہو جائیں گی۔۔۔میرا دل گواہی دیتا ہے کہ جس ایمان اور توکل کے ساتھ' 'اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' کا کلمہ اپنی زبان سے ادا کرتی ہیں وہ ایمان آپ کو انشاء اللہ اس منزل پر کھڑا کر دے گا جس منزل کے لئے آپ جدوجہد کر رہی ہیں۔۔۔وہ آپ کا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔۔۔ آپ کی ثابت قدمی قابلِ رشک ہے۔۔۔

ساعتیں۔۔۔دنوں میں۔۔۔دن ہفتوں اور مہینوں میں گزرتے چلے گئے۔۔۔امتحان کے صبر آزما لمحات آئے اور گزر گئے۔۔۔ نتیجہ کا اعلان ہوا۔۔۔بفضلہٖ تعالیٰ تمام کلاس پاس تھی۔۔۔ اور امۃ الرشید سلمہا اللہ نے کلاس میں سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔۔۔کلاس حیران تھی۔۔۔یہ تھا خوبصورت اور شیریں پھل اسی کامل ایمان اور تقویٰ کا جو اس مخلوق نے اپنے خالق پر کیا۔۔۔وہ اس خالق کے فضلوں اور وسیع رحمتوں سے بدگمان نہ تھیں۔۔۔انہیں اعتراف تھا کہ وہ ضرور کمزور ہیں۔۔۔ مگر اس سے کسی عنوان انکار نہ تھا کہ وہ ایسے خالق کی مخلوق ہیں جو بڑا غالب۔۔۔بڑا قوی۔۔۔اور بڑا مہربان ہے۔۔۔سو جب اس خالق نے اپنے بندے کا ایمان اس قدر بڑھا ہوا اور بے مثال دیکھا۔۔۔تو پھر توفیق خداوندی نے بڑھ کر ہاتھ تھام لیا۔۔۔اور نہ صرف ان کو کامیابی کا منہ دکھایا بلکہ کلاس میں سیکنڈ پوزیشن بھی دے دی۔ آؤ! ہم اس چھوٹی سی لڑکی سے ایمان و توکّل کا درس حاصل کریں۔۔۔ آؤ ہم اس رنگ میں رنگین ہو جائیں۔۔۔ تا ہمارا ہاتھ بھی توفیق خداوندی بڑھ کر تھام لے۔۔۔ تا ہم بھی اس کے بے حساب انعامات سے نوازے جائیں۔۔۔اور اس طرح پر اپنی منزلِ مقصود کو حاصل کریں اور اس محبوب پر بدگمانی نہ کریں۔۔۔

یہ عزیزہ۔۔۔محترمی عبدالرحیم صاحب درویش قادیان کی صاحبزادی تھیں۔ جن کے اِس پُر یقین رویّے نے مجھے اس قدر متاثر کیا کہ اپنے جذبات حوالۂ قلم کرنے پر مجبور ہوئی۔۔۔اللہ کرے ہم میں وہی ایمان۔۔۔وہی توکّل پیدا ہو جائے جس کا مظاہرہ انہوں نے کیا۔۔۔ اللہ تعالیٰ انہیں دین و دُنیا کی ترقی کے انتہائی مقامات پر پہنچائے۔ اور ان کا گفتار و کردار آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ ہدایت بنے۔۔۔ آمین۔۔۔ (مصباح ربوہ جولائی 1987)

یہ انشائیہ پڑھ کے شدت سے احساس ہوتا ہے کہ ایسی ہی قوت ایمانی پیدا کرنا حضرت مصلح موعودؓ کا مقصد اولین تھا۔ حضرت مہر آپا کلاس میں سب طالبات سے بلا امتیاز بے تکلف تھیں کلاس کی ہیڈ گرل بھی تھیں باجی کا رول نمبر دو تھا جبکہ حضرت مہر آپا کا تین تھا۔ جماعت کی ایک بہت بڑی برکت خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی بابرکت ہستیوں سے تعارف' شناسائی اور قرب تھا۔

خاص طور پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ ناظر شعبہ خدمتِ درویشان ہمارے ساتھ درویش قادیان کی بیٹیاں ہونے کے ناتے بہت شفقت کا سلوک فرماتے۔ ہم بے تکلفی سے آپ کو ہر مسئلہ بتاتے شروع میں تو اجازت لے کر جانے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ قادیان سے ابا جان کا کوئی پیغام یا پارسل لینا ہوتا یا امی جان نے کچھ پوچھنا ہوتا تو وہ ہمیں بھیج دیتیں۔ اس وقت کی معمول کی باتیں اب قیمتی یادگاریں بن گئی ہیں ایک دن باجی حضرت میاں صاحب کی خدمت میں کسی کام سے حاضر ہوئیں۔ تو آپ نے بنتِ درویش کی تربیت کے خیال سے دریافت فرمایا۔

آپ کو بستر کی چادر بدلنی آتی ہے؟

باجی نے کہا۔ جی بدل سکتی ہوں

حضرت میاں صاحب باتھ روم کی طرف قدرے اوٹ میں ہو گئے۔ باجی نے تکیے کے پاس رکھے ہوئے کاغذات' پنسلیں وغیرہ ایک طرف رکھ کے صفائی سے چادر بدل دی اور تکیہ رکھ کے احتیاط سے پہلے والی جگہ اور ترتیب سے کاغذات اور پنسلیں رکھ دیں۔ جس پر آپ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ پھر دریافت فرمایا۔ اچار ڈالنا آتا ہے؟ باجی نے عرض کیا کہ خود نہیں ڈالا البتہ امی جان کو ڈالتے دیکھا ہے۔ آپؓ نے اپنے ملازم سے کمرے میں میز رکھوا کر لیموں اور ہری مرچ منگوائی اور چھوٹی چھوٹی بات سمجھاتے ہوئے اپنے سامنے اچار ڈلوایا۔ باجی ایک دن بات کرتے ہوئے اپنے برقع کے بٹن غیر ارادی طور پر بار بار کھول کر بند کر رہی تھیں حضرت میاں صاحبؓ نے فرمایا: بیٹا آپ جو اس طرح بلا ضرورت بٹن کھول بند کر رہی ہیں اس سے دوسرے پر یہ اثر پڑتا ہے کہ آپ میں خود اعتمادی کی کمی ہے کوئی کمپلیکس ہے۔ باجی کو یہ بات ساری عمر یاد رہی بلکہ دوسروں کو بھی بتاتی رہیں۔ امی جان عام طور پر کسی چھوٹی بہن کو ساتھ بھیجتیں ایک دن آپ سے چھوٹی بہن امۃ الحمید ساتھ تھیں۔ حضرت میاں صاحبؓ نے کچھ ارشاد فرمایا جو وہ پہلے سمجھ گئیں آپ نے بے ساختہ فرمایا:

ففھّمنٰھا سلیمن (21:80)

پس ہم نے سلیمان کو سمجھ عطا کی۔

اس پدرانہ شفقت کی یادیں خزانوں سے قیمتی بن گئی ہیں۔

باجی نے بی اے پاس کر لیا تو اولیت کی ایک اور سعادت ان کے حصے میں آئی۔ ان کو لاہور سے ٹیچرز ٹریننگ کالج میں بی ٹی (بی ایڈ) کرنے کے لئے منتخب کیا گیا۔ اب بات شہر سے باہر جانے کی تھی۔ ایک دم نیا ماحول پھر اخراجات کا مسئلہ الگ تھا۔ بعض کرم فرماؤں نے دبی زبان سے لڑکیوں کی اتنی تعلیم کی مخالفت بھی شروع کر دی۔ امی جان کو اتنا بڑا اقدم اٹھانے میں جھجک تھی جو اللہ تعالیٰ کے کرم سے حضرت چھوٹی آپا اور مسز شاہ صاحبہ کی کوششوں سے دور ہوئی۔ ہمارے پھوپھا جان حضرت عطا محمد صاحبؓ جو ہمارے پڑوس میں

رہتے تھے اس وقت بہت کام آئے باجی کے داخلے کی پرزور حمایت کر کے اباجان کو قائل کر لیا۔ اباجان ان کے شاگرد رہے تھے اس تعلق سے ان کی بات کو اہمیت دیتے تھے۔ غرضیکہ بڑی مشکل سے لاہور جانے کی اجازت ملی اور باجی لیڈی میکلیگن ٹیچر ٹریننگ کالج کے ہوسٹل میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے لگیں۔ ہمارے اباجان کو یہ فکر تھا کہ وہاں آزاد قسم کی لڑکیاں ہوں گی ربوہ کی معصوم لڑکی پر برا اثر پڑے گا۔ کرنا خدا کا کیا ہوا کہ باجی کے داخلے کے جلدی بعد اباجان کا قادیان سے آنا ہوا آپ آئے اور سیدھے لیڈی میکلیگن کالج اپنی بیٹی سے ملاقات کے لئے گئے مگر وہاں چونکہ ملنے والوں کی فہرست میں آپ کا نام نہ تھا۔ ملنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اباجان کے اصرار پر کہا گیا کہ اصول یہی ہے کہ صرف وہ لوگ ہی مل سکتے ہیں جن کا نام شروع میں لکھوا دیا گیا ہے اباجان کے اصرار پر معاملہ پرنسپل صاحبہ تک پہنچا۔ اس نے ساری بات سنی اور خود خصوصی انتظام کر کے اباجان کو باہر کے راستے سے بلوایا اور باجی کو اندر کے راستے سے بلوا کر باپ بیٹی کی ملاقات کروائی۔ اس میں کچھ دقت ہوئی مگر اباجان پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا یہ تسلی ہوئی کہ بیٹی محفوظ جگہ پر ہے۔ پڑھائی مکمل کر کے آئیں تو باجی کی صورت میں نصرت گرلز سکول کو ایک تربیت یافتہ ٹیچر مل گئی باجی نے 1956 سے 1960 تک اس سکول میں پڑھایا۔ تازہ تازہ ٹریننگ لے کر آئی تھیں آپ کی صلاحیتوں کو بہت سراہا گیا۔ اس دوران مکرم چچا جان صالح محمد صاحب مبلغ سلسلہ کے بیٹے مکرم صادق محمد صاحب سے آپ کی شادی ہوئی۔ امی جان نے حضرت مصلح موعود کی نصیحت کو مدنظر رکھا اور اپنی تربیت یافتہ کمانے والی بچی کی وقت پر شادی کر دی جبکہ گھر کے حالات میں مستقل آمد کی بہت ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے والدین کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

اللہ تعالیٰ نے باجی کو اپنے علم کے استعمال کا اچھا موقع عطا فرمایا۔ مختصراً ذکر کرتی ہوں۔ باجی نے 1949، 1950 اور 1955 میں لجنہ اماءاللہ کے تحت تعلیم القرآن کلاس میں حصہ لیا۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص132 و198 و399) 1951 میں ابتدائی طبی امداد کی ٹریننگ حاصل کی (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص300)۔ 1956 میں جلسہ سالانہ کے موقع پر منتظمہ قیام گاہ مستورات جامعہ نصرت کے فرائض ادا کئے (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص451) 1957 میں تعلیم القرآن کلاس میں پڑھانے والی دو بہنیں مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ اور امۃ الرشید بی اے بی ٹی تھیں۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص475) 1957 میں نائبہ منتظمہ قیام گاہ نصرت گرلز ہائی سکول رہیں۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص496) آپ کا نام 1963، 1964 میں سندات خوشنودی حاصل کرنے والی فہرست میں تاریخ لجنہ جلد دوم کے صفحہ 265 پر درج ہے۔ واہ کینٹ میں حضرت صاحبزادی امۃ القیوم نے ایک دورے کے دوران آپ کو وہاں کی لجنہ کی صدر مقرر کیا۔

آپ کی زندگی کے ماہ و سال ربوہ، واہ کینٹ، سیرالیون افریقہ میں گزرے۔ بھائی صادق صاحب 1971ء سے 1982ء تک احمدیہ سیکنڈری سکول بو، سیرالیون میں ٹیچر رہے پھر واپس آکر ربوہ میں 1991ء سے 2002ء تک نصرت جہاں اکیڈمی میں پڑھایا۔ فیکٹری ایریا میں رہائش تھی۔ باجی جہاں بھی رہیں بچوں اور بڑوں کو قرآن پاک ناظرہ اور ترجمہ پڑھاتی رہیں۔ لجنہ کے کام اور طالبات کی پڑھائی میں مدد آپ کا شعار ہیں۔ آجکل ٹورنٹو کینیڈا میں مقیم ہیں جماعت میں اور خاص طور پر سسرال میں ایک صلح جو خدمت شعار وجود ثابت ہوئیں۔ بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کی۔ پانچوں بچیوں نے جامعہ نصرت سے تعلیم حاصل کی۔ دو بچیوں کی شادی واقفین زندگی سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان چراغوں کو روشن رکھے اور روشنی پھیلانے کی توفیق دیتا چلا جائے آمین۔

بہنوں میں تیسری اور جامعہ نصرت میں داخل ہونے والی دوسری بہن مکرمہ امۃ الحمید ہیں۔ ہم گھر میں انہیں چھوٹی آپا کہتے ہیں۔ گھر کا ماحول ہر عمر کے بچوں کو سیکھنے سکھانے کی طرف مائل رکھتا۔ چھوٹی آپا نے ناصرات کے زمانے سے مقابلوں میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ پہلا انعام آپ نے ناصرات الاحمدیہ کی بہترین گروپ لیڈر کا حضرت اماں جانؓ کے دستِ مبارک سے وصول کیا۔ 1951 میں ناصرات الاحمدیہ کے امتحان میں آپ سو فیصد نمبر لے کر اول آئیں۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص231) میٹرک کے امتحان کے بعد 1955 کی تعلیم القرآن کلاس میں حصہ لیا اور اول رہیں۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص399) اسی سال بحیثیت نگران ناصرات الاحمدیہ دارالرحمت وسطی حسنِ کارکردگی کے انعام کی حق دار ٹھہریں۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص549)

1955 میں جامعہ نصرت جیسی مہربان مادرِ علمی کی آغوش میں آئیں۔ جامعہ میں آپ نے جغرافیہ اور عربی مضامین رکھے۔ جغرافیہ مکرمہ امۃ الحفیظ قاضی صاحبہ، عربی مکرم عطاء الرحمن صاحب اور مکرمہ منظور النساء صاحبہ سے، دینیات مکرم رشید احمد چغتائی صاحب، انگلش مکرم عبدالسلام اختر صاحب اور مکرمہ مسز شاہ صاحبہ سے پڑھی۔ خوش نصیب ہوتے ہیں وہ شاگرد جن کو وقف کی روح رکھنے والے قابل استاد مل جائیں۔ ایک ایک طالبہ پر پوری توجہ دی جاتی۔ ہمارے نتائج دوسرے اداروں کے مقابلے میں بہت بہتر ہوتے۔ شدید موسموں میں پڑھنا اور خاص طور پر امتحان کی تیاری کرنا بہت مشکل تھا۔ ربوہ میں بجلی نہیں تھی لالٹین کی روشنی میں پڑھنا ہوتا۔ سب لالٹین کے ارد گرد بیٹھ جاتے۔ لالٹین جلتے ہی بن بلائے مہمان مچھر اور پتنگے آجاتے اور پھر اس کا دھواں سارے چہرے پر کالا غبار مل دیتا روز مٹی کا تیل ڈالنا پڑتا کبھی کبھی اس کی طبیعت اچانک خراب ہو جاتی تو پھک پھک کی دردناک آواز نکال کے داغ مفارقت دے جاتی۔ اس طرح رات کو پڑھنا مشکل تھا اور دن کو گرمی لُو اور تپش کا تصور کریں اور بغیر بجلی پنکھے کے کسی درخت کے نیچے یا دیوار کے سائے میں موٹی موٹی کتابیں پڑھنا خاصا دشوار تھا۔

پھر بھی ہم شوق سے پڑھتے چھوٹی آپا کے بی اے کے امتحان کا سینٹر ٹی آئی کالج میں بنا۔ امی ساتھ لے کر جاتیں سارا وقت باہر بیٹھ کر دعائیں کرتی رہتیں۔ عربی اور جغرافیہ کا پرچہ ایک ہی دن ہوا۔ چھوٹی آپا ایک پرچے سے مطمئن نہیں تھیں۔ اباجان کو دعا کے لئے کہا۔ اللہ تعالیٰ کا درویش بندہ اپنے داتا کے حضور سجدہ ریز ہو گیا۔ سجدے میں یہ نظارہ دیکھا کہ دیوار چمکدار نورانی ہو گئی ہے اور اس پر بڑا سا 'فضل' لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل

ہوا بی اے کا نتیجہ آیا تو چھوٹی آپا عربی میں پنجاب یونیورسٹی میں اول آئیں اور گولڈ میڈل کی حق دار قرار دی گئیں۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص254)

1959 لاہور میں کانووکیشن ہوئی۔ اس میں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر مملکت کو اعزازی ڈگری دی جانی تھی اس لئے غیر معمولی شان و شوکت سے تقریب منعقد ہوئی۔ امۃ الحمید بنت عبد الرحیم درویش کا نام پکارا گیا تو آپ برقع میں سٹیج پر گئیں۔ وائس چانسلر صاحب نے میڈل دے کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو چھوٹی آپا نے معذرت کر لی۔ اخباری رپورٹرز نے بہت تصویریں بنائیں جو اگلے دن اس کیپشن کے ساتھ شائع ہوئیں کہ پورے اسلامی پردے میں ایک لڑکی نے میڈل وصول کیا اور مصافحہ نہیں کیا۔ اس پروگرام پر رواں تبصرہ ریڈیو پر نشر ہو رہا تھا امی جان اپنی بیٹی کا نام خود سن کر بہت خوش ہوئیں۔ یقیناً یہ بڑا اعزاز تھا جو اللہ تعالیٰ کے کرم سے حاصل ہوا۔ دراصل ہماری تربیت میں پردے کو بہت اہمیت دی جاتی ہمیں ہدایت تھی کہ گھر کے اندر نقاب ٹھیک کرنا ہے اور کالج کے اندر جا کر نقاب ہٹانا ہے۔ اسی طرح ہمیں ہدایت تھی کہ مغرب کے بعد کا کوئی پروگرام نہیں رکھنا ایک دفعہ کالج میں مشاعرہ تھا جس میں دیر ہونے کا ڈر تھا۔ چھوٹی آپا کو اجازت نہیں ملی مگر پھر بچی کے شوق کے خیال سے امی جان خود ساتھ لے کر گئیں۔ امی کو یہ بھی خیال رہتا کہ بچیوں کے والد قادیان میں رہتے ہیں ہر ممکن احتیاط بہتر ہے۔ ہماری تعلیم میں والدین کی قربانیوں کا جو حصہ ہے اس کا احاطہ الفاظ میں ممکن نہیں ہے۔ گھر میں وہ ہمیں بے حد مصروف رکھتیں ہر قسم کے کھانے پکانے، کپڑے سینے، بنائی، کروشیا اور کڑھائی سب بہنوں کو سکھائی۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں مقام قرب سے نوازے آمین۔

چھوٹی آپا کو تقریر کرنے کا خاص ملکہ تھا بڑے موثر انداز میں مافی الضمیر بیان کرتیں۔ متعدد انعامات لئے۔ لجنہ کی کچھ خدمات تاریخ نے محفوظ کی ہیں۔

1956 میں تعلیم القرآن کلاس کو پڑھانے کی سعادت پائی۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص429)

1956 میں لجنہ اماء اللہ کے پہلے سالانہ اجتماع کے موقع پر حدیث و فقہ کے مسائل کے مقابلہ میں اول قرار دی گئیں۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص437)

اسی سال کتاب 'اسلام میں اختلافات کا آغاز' کے امتحان میں اول آئیں۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص462)

1957 میں عہدے داران کی فہرست میں سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ کے ساتھ نائبہ امۃ الحمید درج ہے۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص466)

اسی سال سالانہ اجتماع کے معیارِ اول کے تحریری امتحان میں سوم آئیں۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم486)

1959 میں لجنہ کے اجتماع کی رپورٹنگ کا موقع ملا۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم ص30) اس سال بطور نائبہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ کام کیا۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم 781)

کچھ عرصہ نصرت گرلز ہائی سکول میں پڑھایا۔ امی جان نے حضرت مصلح موعودؓ کی یہ نصیحت پلے باندھی ہوئی تھی کہ اچھا رشتہ آ جائے تو زیادہ انتظار نہ کریں۔ دعا کر کے وقت پر بیٹی کی شادی کر دینی چاہئے۔ آپ نے بچیوں کو جاب کرانے کے لئے بٹھا کے نہیں رکھا وقت پر شادیاں کر دیں۔ گریجوایشن کرتے ہی مکرم عبد السلام ظافر صاحب کا رشتہ آیا حسبِ معمول حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ اور حضرت چھوٹی آپا کے مشورے سے شادی ہو گئی اور آپ رخصت ہو کر (منٹگمری) ساہیوال چلی گئیں۔ پہلا بچہ ہوا تو خیال آیا اس کو ربوہ جیسا ماحول کیسے مل سکتا ہے۔ یقیناً دعا بھی کی ہو گی۔ ہوا یہ کہ قریبی شہر اوکاڑہ سے احمدیہ سکول کے منیجر صاحب اور علاقے کے صدر جماعت نے ظافر صاحب سے کہا کہ سکول کے معیار کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے آپ کی بیگم ربوہ کی تعلیم یافتہ ہیں اگر تدریس اور دیگر انتظامی امور سنبھال لیں تو بہت بہتر ہو۔ رہائش کا انتظام بھی ہے۔ گھر کے ایک طرف مسجد ہے دوسری طرف سکول ہے کوئی دقت نہیں ہو گی۔ یہ پیش کش احسانِ خداوندی سمجھ کر بخوشی قبول کر لی گئی۔ یہاں چھوٹی آپا نے محنت سے پڑھایا سکول نے بہت ترقی کی۔ 1962 میں اپوا کے اجلاسات میں شامل ہونے اور سیرت النبی ﷺ کے مختلف موضوعات پر تقاریر کا موقع ملا۔ ساہیوال کی لجنہ کی صدر صاحبہ نے بھی آپ کے تجربے سے فائدہ اٹھایا کئی اہم کام آپ کے سپرد کرتی رہیں۔ کچھ عرصہ لاہور میں رہیں یہاں بھی مکرمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ نے آپ کو قیادت مغل پورہ کی نگران مقرر کیا۔ پھر جب ظافر صاحب کی سرالیون مغربی افریقہ میں بحیثیت پرنسپل تقرری ہوئی تو آپ ساتھ گئیں۔ یہاں بھی احمدیہ سکول کے پرنسپل صاحب اور مشنری انچارج مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب ظافر صاحب سے ملے اور بیگم صاحبہ کی تعلیم سے استفادہ کے لئے جاب کی پیش کش کی۔ یہاں حالات بہت مختلف تھے مخلوط تعلیم تھی۔ سارا وقت برقع پہن کر پڑھانا ہوتا۔ اس طرح کا نمونہ بذاتِ خود ایک تبلیغی مہم بن جاتا ہے۔ اور گہرا اثر چھوڑتا ہے۔

جامعہ نصرت کی فارغ التحصیل کئی سال افریقہ کے بچوں کو خوش اسلوبی، کامیابی اور نیک نامی سے تاریخ اور آئی آر کے (اسلامک ریلیجس نالج یعنی اسلامیات) کا مضمون پڑھاتی رہیں۔ اس کے بعد جب ظافر صاحب کی بطور پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے میں تقرری ہوئی تو ان کی رہائش جامعہ میں ہی تھی۔ چھوٹی آپا سب طلباء کے ساتھ ایک ماں کی طرح رہتیں جس سے ان کو گھر سے دور ہو کر بھی گھر جیسا ماحول ملا۔ آجکل برمنگھم یوکے میں مقیم ہیں لجنہ کے کاموں میں حصہ لیتی ہیں ممبرات آپ کے لمبے تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سے رہنمائی حاصل کرتی ہیں۔ ظافر صاحب نے 'شمع فروزاں' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اپنی رفیقِ زندگی کی خوبیوں اور خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

دعا ہے کہ صحت و عافیت کے ساتھ مزید خدمات کی توفیق ملتی رہے آمین۔

بہنوں میں چوتھے نمبر پر خاکسار کو سکول میں مکرمہ استانی حور بانو صاحبہ، مکرمہ استانی سیدہ صاحبہ اور مکرمہ استانی ثریا شرما صاحبہ نے اردو اور مکرمہ استانی امۃ الرحمٰن صاحبہ اور

مکرمہ استانی امۃ العزیز صاحبہ نے انگریزی میں فطری ذوقِ ادب کو خوب نکھارا گویا وجود کا حصہ بنا دیا تھا۔ میٹرک میں فرسٹ کلاس آئی۔

1956 میں گہوارۂ علم جامعہ نصرت میں داخل ہوئی۔ جامعہ اپنا دوسرا گھر لگتا تھا۔ بہنوں سے ذکر سن سن کے اس جنت کی ہر نعمت سے آشنائی تھی۔ باجی کی کلاس فیلوز اب کالج میں لیکچرر تھیں۔ باجی قدیر کی نظم 'ڈی' اور مرد پروفیسر صاحب کے اردو اشعار کی تشریح میں م ح ب ت کہنے جیسے خوشگوار جھونکوں والے پر بہار ماحول کا حصہ بن گئی۔ کالج میں مضامین سائیکولوجی، اردو اور عربی رکھے۔ انگلش لازمی تھی۔ ایف۔اے۔ کے امتحان کے لئے فارم بھر کے بھیجے تو یہ اعتراض آیا کہ مضامین درست نہیں رکھے گئے بیک وقت دو زبانیں نہیں رکھی جاسکتیں۔ فوراً عربی کی جگہ اسلامک سٹڈیز بھر کے بھیجا دو سال کی پڑھائی جلدی جلدی کرکے امتحان دیا اللہ تعالیٰ کے کرم سے اچھے نمبر آگئے۔

انگلش مکرمہ سعیدہ حبیب صاحبہ اور مکرمہ مسز شاہ صاحبہ نے کمال محبت اور محنت سے پڑھائی۔ مکرمہ صفیہ چودھری صاحبہ نے اردو پڑھانے کا حق ادا کر دیا۔ سائیکولوجی مکرم عبد السلام اختر صاحب اور مکرمہ نصیرہ شاہ نواز صاحبہ سے پڑھی۔ ان کے علاوہ بھی جن سے کچھ پڑھا اور سیکھا ہے سب کے لئے دعا گو ہوں۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ یہ ان سب کی مہربانیاں ہیں کہ خاکسار اپنے مضامین میں اکثر پہلی پوزیشنز لیتی رہی۔ اگرچہ پڑھائی اور امتحان کی تیاری میری ترجیحات میں دوسرے نمبر پر ہوتی تھی' غیر نصابی سرگرمیاں زیادہ پرکشش تھیں ہر بزم کی تقریبات' مباحثوں اور مشاعروں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتی مزاحیہ نظموں کی فرمائش پر قلم بے قابو ہو کر رواں ہو جاتا دماغ جیسے کوئی کارگہ شرارت تھا جس میں نت نئے منصوبے ڈھلتے۔ سولہویں سال سے انیسویں سال تک کی شرارتوں کا حال لکھا نہیں جاسکتا۔

اسمبلی میں مسز شاہ صاحبہ ہماری تعلیم و تربیت کے خیال سے بہت خوبصورت انداز میں نصائح کرتیں غلطیوں پر سرزنش بھی ہوتی تھی۔ آپ کی سب سے بڑی ڈانٹ یہ ہوتی تھی کہ تمہیں پتہ ہے تمہارا تعلق کس خاندان سے ہے اپنے خاندان کے وقار کا خیال رکھا کرو۔ بے جا سختی نہیں ہوتی تھی۔ محبت پیار کا مثالی ماحول تھا ہر صلاحیت نکھارنے کا سامان موجود تھا خاکسار قریباً ہر پروگرام میں حصہ لیتی تھی ایک دفعہ ایک مینا بازار میں ثقافتی شو ترتیب دیا گیا جس میں پاکستان کے ہر صوبے کی ثقافت کے منفرد رنگ دکھائے گئے تھے۔ سالانہ کھیلوں کا دن بھی بہت مزے کا ہوتا تھا۔ مہمانانِ خصوصی ہمارے نظم و ضبط سے بہت متاثر ہو کر جاتے مسز شاہ نے ایسے انداز میں تربیت کی تھی کہ اشارے پر چلنا ہماری عادت ثانیہ بن گئی تھی۔ تفصیلات بہت دلچسپ ہیں ایک مضمون متحمل نہیں ہو سکے گا۔

ہماری لائبریری کا معیار بہت اچھا تھا اس میں ہر موضوع پر معیاری کتب رسائل اور اخبار موجود ہوتے تھے۔ مکرمہ سعیدہ احسن صاحبہ بہت پر خلوص محبت کرنے والی لائبریرین تھیں۔ سالانہ تقسیم انعامات کی تقریب کی خاص تیاری اور اہتمام ہوتا۔ مجھے بہت سے انعامات ملتے جو زیادہ تر شعر و ادب کے موضوع پر کتب ہوتیں۔ کالج کی ایک قیمتی یاد پوری کلاس کا کچھ عرصے تک صبح کے وقت قصرِ خلافت جاکر حضرت مصلح موعودؓ کا درسِ قرآن سننے کی سعادت حاصل کرنا بھی ہے اسی طرح پوری کلاس رمضان المبارک کے درس القرآن سے استفادہ کے لئے مسجد مبارک جاتی۔ یہ بڑی خوش نصیبی کی بات تھی جس کی قدر اب زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

ہمارے گروپ میں طاہرہ کلثوم' امۃ الرشید لطیف' امۃ اللطیف' ساجدہ اعظم شامل تھیں۔ کالج کا ماحول بہت سادہ اور تکلفات سے پاک تھا۔ سفید یونیفارم لازمی تھا۔

بی اے پاس کر لیا تو آگے پڑھنے کے شوق نے بے چین کر دیا اس میں دو مشکلات تھیں اول یونیورسٹی میں مخلوط تعلیم تھی۔ دوم فیس اور ہوسٹل کا خرچ وہ بھی دو سال تک اپنی پہنچ سے باہر تھا۔ مگر دل تھا کہ کھیلنے کو چاند مانگ رہا تھا۔ ابا جان ہمارے نتائج اور اساتذہ کی اچھی رپورٹوں سے خوش تھے۔ اعلیٰ تعلیم کے حامی تھے بلکہ فرماتے تھے کہ بچیوں کو جہیز جائیداد تو نہیں دے سکتا تعلیم کے زیور سے کیوں محروم رکھوں۔ مگر یہ بہت بڑی چھلانگ تھی۔ اللہ تعالیٰ سے غیر معمولی مدد کے لئے بہت عاجزانہ دعائیں کرتی رہی نتیجہ آیا تو اردو میں یونیورسٹی میں فرسٹ پوزیشن تھی جس کا مطلب تھا وظیفہ ملے گا۔ کچھ آسرا ہوا کہ خرچ کی دقت نہیں ہوگی۔ ابا جان کو اپنے شوق اور خرچ کی سہولت کا ذکر کرکے اجازت کے لئے خط لکھا۔ ایک ایک لمحہ جواب کا انتظار کرتے کرتے وہ دن آگیا کہ اجازت کا خط نہ آیا اور داخلے کا وقت نکل گیا۔ مایوس ہو کر بے حد مشکل سے صبر کرکے پرنسپل صاحبہ کی کالج میں کلرک بننے کی پیش کش قبول کر لی۔ بوجھل دل سے آفس میں بیٹھی تھی کہ حضرت چھوٹی آپا کا فون آیا میری آواز پہچان کر فرمایا تم یہاں کیا کر رہی ہو۔ ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے میری روداد سن کر اگلے دن اپنے پاس بلایا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے اور دعا کرنے کی تلقین کے ساتھ از راہ کرم کچھ رقم از خود بطور قرضہ حسنہ عنایت کی۔ آپ نے یقیناً دعا بھی کی ہوگی اللہ کا کرم دیکھئے کہ میں اجازت کے خط کے لئے رو رہی تھی کہ اچانک ابا جان خود آگئے۔ میرے آنسو پونچھے اور فرمایا بیٹی آپ کا داخلہ ہوگا میں اس زیور سے آپ کو محروم نہیں رکھوں گا اگلے دن باپ بیٹی ایک ساتھ لاہور گئے بحمد للہ بنتِ درویش پنجاب یونیورسٹی پہنچ گئی۔ پرنسپل صاحب نے رزلٹ دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور پرانی تاریخ ڈال کر داخلہ دے دیا جس سے لیٹ فیس سے بھی بچ گئے۔ اورینٹل کالج میں حمد و شکر کرتے ہوئے دل لگا کر پڑھا۔ ہوسٹل میں رہائش تھی لاہور کی ہر لائبریری کے اردو ادب حصے کی شاید ہی کوئی کتاب پڑھنے سے رہ گئی ہو۔ ایک سال گزرا تو جماعت کا وظیفہ جاری رکھنے کے لئے تعلیمی رپورٹ کی ضرورت تھی۔ پروفیسر سید وقار عظیم صاحب کی تحریر پر پرنسپل مکرم ڈاکٹر سید عبد اللہ صاحب نے دستخط کئے جس میں خاکسار کے لئے بہت تعریفی کلمات تھے۔ وظیفہ ملتا رہا۔ ایک امتحان حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ نے بھی لیا ایک دن آپؓ سے ملنے گئی تو آپؓ نے دریافت فرمایا اردو تنقید کی کونسی کتاب میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ذکر ہے۔ مجھے جواب دینے میں ایک سیکنڈ بھی نہ لگا۔ شیخ محمد اکرام صاحب کی موجِ کوثر میں۔ اس وقت صفحہ نمبر بھی یاد تھا۔ آپؓ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

دوسرے سال جامعہ نصرت کے سالانہ تقریری مقابلوں اور مشاعرے میں حصہ لینے کے لئے یونیورسٹی کی طالبات کی ٹیم اپنے جامعہ میں لے کر آئی۔ ربوہ کی سیر بھی کرائی۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا پردے کی پابندی کے ساتھ نیک نامی سے تعلیم مکمل کی۔ خاکسار کی کامیابی کی خبر الفضل ربوہ میں چھپی۔

'محترمہ امۃ الباری صاحبہ بنت مکرم میاں عبدالرحیم دیانت درویش قادیان نے ایم اے اردو میں 252 نمبر حاصل کرکے پنجاب یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن حاصل کی' (تاریخ احمدیت جلد 21 ص 605 بحوالہ الفضل 18 ستمبر 1962 صفحہ 1)۔

نتیجہ آیا تو حضرت چھوٹی آپا صاحبہ کو جو اس وقت جابہ سرگودھا میں مقیم تھیں خط لکھا آپ نے ازراہِ شفقت جواب لکھا کہ چھٹیاں ختم ہوں تو کالج میں سروس شروع کر دینا۔ اس آسانی سے جاب مل جانا بھی جماعت کی برکت سے تھا۔ 1962 میں اپنے پیارے جامعہ کے سٹاف میں شامل ہو کر اپنی اساتذہ کی کولیگ بن گئی۔ وہی اپنا پیارا کالج تھا۔ وسیع صحن کے بیچوں بیچ ایک بارہ دری کا اضافہ ہوا تھا۔ مادر علمی سے وابستگی کا یہ دور بھی بہت حسین تھا۔ اردو پڑھانا نہایت آسان جاب تھا۔ اس دور میں کالج کا پہلا مجلہ 'النصرت' نکالنے کی توفیق ملی۔ جس کے لئے خاص طور پر حضرت چھوٹی آپا صاحبہ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ سے پیغام حاصل کیا۔ پہلی دفعہ میگزین کے لئے اداریہ لکھا۔ جامعہ سے تحریر کے میدان میں یہ ابتدا ساری عمر کے تحریری کام کا پیش خیمہ تھی۔ اس دور میں شاندار مشاعرے کروائے۔ خاندان حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خواتین مبارکہ بھی رونق افروز ہوتیں بلکہ اپنے پُر معارف کلام سے محفل کو چار چاند لگا دیتیں۔ فرشی نشست، شمعوں کی دھیمی روشنی دلفریب سماں ہوتا جو ہمیشہ میرے ساتھ ایک خوشگوار یاد بن کے رہتا ہے۔ جامعہ کے مباحثے (ڈیبیٹس) بھی بہت جاندار ہوتے۔ تفریح اور تعلیم کی صحت مند سرگرمیوں کی روایات قائم کی جارہی تھیں۔ ایک دفعہ لاہور سے لائبریری کے لئے کتب خریدنے کا کام سونپا گیا۔ اس وقت لاہور کے سفر کے لئے آنے جانے کا دس روپے خرچ ملتا تھا (ہم اس میں سے بھی قلفی کھانے کے پیسے بچا لیتے۔) کتب خرید کر لائے اور کالج کے حوالے کر دیں کچھ دن کے بعد حضرت چھوٹی آپا نے بلایا اور کتب پر تبصرہ فرمایا آپ ایک ایک کتاب کی بات کر رہی تھیں۔ کتب کا معیار جانچنے اور اپنے ذوقِ مطالعہ کے لئے آپ سب کتب دیکھ چکی تھیں۔

پڑھنے پڑھانے کے ساتھ لجنہ اماء اللہ کے کاموں کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ مثلاً 1956 کی چھٹیوں میں تعلیم القرآن کلاس میں شامل ہوئی اور امتحان میں اول رہی۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص 429) 1957 میں لجنہ اماء اللہ کے اجتماع میں رپورٹنگ کی ڈیوٹی ملی سٹیج پہ جگہ ملی خوش نصیبی کہ حضرت مصلح موعودؓ نے خطاب فرمایا سورہ الکوثر کی تفسیر موضوع تھا قریب سے دیکھنے کی سعادت ملی (یادداشت سے) 1959 میں دینی معلومات کے امتحان میں پوزیشن لی۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم ص 23) اسی سال مضمون نگاری کے مقابلے میں اول رہی۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم ص 23) 1960 کے جلسہ سالانہ میں نائبہ نگران شعبہ انتظامات۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم ص 128) 1960 تا 1962 نائبہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ رہی۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم ص 781) 63-1962 مجلس عاملہ مرکزیہ میں سیکرٹری تعلیم۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم ص 140) جون 1962 میں تربیتی کلاس کو پڑھانے کے لئے راولپنڈی گئی۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم ص 206) اگست 1962 میں تربیتی کلاس کو پڑھانے کے لئے فیصل آباد گئی۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم ص 209) 1962 کے جلسہ سالانہ میں تقریر کا موقع ملا۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم ص 169) اسی سال جلسہ سالانہ قیام گاہ مستورات میں رپورٹر کے فرائض ادا کئے۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم ص 170) سال 63-1962 اور 64-1963 میں سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ رہی۔ (تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم ص 202و238)

1963 کے آخر میں مکرم ناصر احمد قریشی صاحب سے شادی کے بعد کراچی جانا پڑا۔ سروس جاری رکھنا مشکل ہو گیا بچی کی پیدائش کے بعد 1965 کے آخر میں استعفیٰ دے دیا۔ لیکچررشپ کا عرصہ مختصر رہا مگر جامعہ کی محبت لاانتہا ہے۔ خاص طور پر مسز شاہ تو ہمیں ماں کی طرح عزیز تھیں۔

مجھے قلبی محبت جامعہ نصرت سے اب بھی ہے
ذرا سا دور رہنے سے تعلق کم نہیں ہوتا

ناصر صاحب سرکاری ملازم تھے کچھ عرصے بعد ٹرانسفر ہو جاتی۔ زندگی کی گاڑی کراچی، اسلام آباد، لاہور کے سٹیشنوں پر رکتی چلتی رواں دواں رہی ہر جگہ بحمد للہ خدمت کی راہیں نکلتی رہیں۔

1980 سے کراچی میں لجنہ کا کام شروع کیا۔ نو سال قیادت میں جنرل سیکرٹری رہی۔ 1988 سے سیکرٹری اشاعت نامزد کر کے جماعت کے صد سالہ جشنِ تشکر کے لئے سو کتب کی اشاعت کا منصوبہ دیا گیا۔ اصحابِ کہف والرقیم جیسے زمانے میں قلم کا جہاد میسر آ جانا محض احسانِ خداوندی ہے۔ آج 2014 میں حمد و شکر سے لبریز دل سے یہ لکھ رہی ہوں کہ ننانوے کتب شائع ہو چکی ہیں سوویں زیر اشاعت ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اپنی ٹیم کے ساتھ سو کتب کی ایڈیٹنگ اور پبلشنگ کی توفیق ملی جس میں بائیس کتب خاکسار نے لکھیں مثلاً مرزا غلام قادر احمد' حضرت مفتی محمد صادق عفی اللہ عنہ' زندہ درخت اور نمی کا عکس (شعری مجموعہ) ہیں۔ بائیس کتب مرتب کیں۔ جن میں اہم ترین درثمین اردو مع فرہنگ' درثمین فارسی مع فرہنگ وٹرانسلٹریشن' کلام محمود مع فرہنگ' کلامِ طاہر مع فرہنگ' حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیلؓ کے مضامین' بخار دل' آپ بیتی' تواریخ مسجد فضل لندن اور کرنہ کر شامل ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی تہِ دل سے شکر گزار ہوں جن کی دعائیں اور رہنمائی شاملِ حال رہی۔ لجنہ کراچی کی صدر مکرمہ سلیمہ میر صاحبہ اور مکرمہ امۃ الحفیظ بھٹی صاحبہ اور ساری ٹیم کی شکر گزار ہوں فجزاہم اللہ تعالیٰ

احسن الجزا۔ مجھے کبھی کبھی شدت سے احساس ہوتا کہ میرے محترم والدین حیات ہوتے تو یہ علمی خدمت دیکھ کر خوش ہوتے۔ ایک دفعہ ربوہ گئی تو کچھ کتابیں اٹھا کر مسز شاہ کی خدمت میں پہنچ گئی وہ بے حد خوش ہوئیں محبت سے کتابیں دیکھیں خاص طور سے درثمین کھول کر صفحوں پر پیار سے ہاتھ پھیرتی رہیں اور دعائیں دیتی رہیں۔ وہ مجھے دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں مگر میں اس ڈھلتے سورج کو دیکھ کر بہت ملول ہوئی ایک پلنگ تک محدود مسز شاہ کو دیکھنا تکلیف دہ تھا ہزاروں ہزار لڑکیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کر کے اگلی نسلوں کی بنیادوں کو مضبوط بنانے والی علم و عمل کی مجاہدہ ایک باوقار با مقصد مثالی زندگی گزار کر نڈھال سی ہو گئیں تھیں۔ وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئیں مگر ہمارے دلوں میں انمٹ یادوں کے ساتھ زندہ رہیں گی۔ اعلیٰ درجات کے لئے دعا گو ہوں۔

غالباً 1995ء کی بات ہے ایم ٹی اے پر لجنہ میگزین کے نام سے ایک پروگرام میں مسز شاہ کا انٹرویو آرہا تھا ان سے جامعہ کے شاندار نتائج کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے گولڈ میڈل لینے والوں میں امۃ الحمید کا ذکر فرمایا دوسرا سوال فارغ التحصیل طالبات میں سے میدان عمل میں نمایاں کام کے بارے میں تھا آپ نے ازراہ شفقت خاکسار کا بھی نام لیا جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے یاد رکھا ماؤں کی شفقت کا انداز بہت میٹھا ہوتا ہے۔

سَو کے قریب ایم ٹی اے کے لئے پروگرام کئے۔ جن میں درثمین درست تلفظ اور مشکل الفاظ کے معانی کے پروگرام کئی کئی دفعہ چلے۔ مضامین و نظمیں چھپنے کا سلسلہ مصباح سے شروع ہوا تھا اس نرسری نے حوصلہ افزائی کی اور اب جماعت کے سب اردو اخبار ورسائل میں کچھ نہ کچھ شائع ہوتا رہتا ہے۔ نثر اور نظم پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے انتہائی شفقت سے دل کھول کر دعا اور داد دی۔ جو بحمد للہ میر ازادِ راہ ہے۔ سیرۃ النبی ﷺ و دیگر جلسوں میں میزبانی اور تقاریر کا موقع ملا۔ مشاعروں میں کلام سنایا۔ جماعت کی ویب سائٹ کے لئے آڈیو بکس تیار کرتی ہوں اور کراچی لجنہ کی کتب سکین کر کے الاسلام ڈاٹ آرگ کے لئے بھیجتی ہوں۔ ہر وقت یہی خیال رہتا ہے:

ترے کوچے میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تم کو پاؤں

آج کل ڈیٹرائٹ (امریکہ) میں مقیم ہوں۔ یہاں سے کراچی لجنہ کے اشاعت کے کام جاری ہیں ساتھ ساتھ بچوں کو قرآن پاک پڑھانے کا سلسلہ بھی ہے۔ الحمد للہ سب بچے اپنے اپنے رنگ میں جماعت کے خدمت گزار ہیں۔

بچوں کو وصیت ہے میری پیوستہ خلافت سے رہنا
جو رشتہ شجر سے رکھتے ہیں وہ پھیلتے پھولتے پھلتے ہیں

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اپنے محسنین کے لئے دعا گو ہوں۔ جن کا نام آگیا ہے یا سہواً رہ گیا ہے سب کو مولیٰ کریم جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

ہماری پانچویں اور جامعہ میں داخل ہونے والی چوتھی بہن عزیزہ امۃ الشکور (جسے ہم سب شکری کہتے ہیں) نے بھی ناصرات الاحمدیہ سے علمی مقابلوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ آپا امۃ اللطیف چھوٹی بہنوں کو کام پر لگا لیتیں اس طرح بچپن سے کام کا ذوق اور سلیقہ پیدا ہو جاتا۔ میٹرک کے امتحان کے بعد دار الرحمت وسطی حلقہ نمبر دو کی جنرل سیکرٹری نامزد کیا گیا۔ 1961 سے 1964 تک شہر علم جامعہ نصرت میں تعلیم حاصل کی جغرافیہ، اردو اور اسلامیات مضامین رکھے۔ اردو مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ، مکرمہ مبارکہ انجم صاحبہ اور خاکسار سے اور جغرافیہ مکرمہ مس قاضی صاحبہ سے پڑھا۔ بزم ادب کی کچھ عرصہ سیکرٹری اور پھر صدر رہی۔ قدرت نے ہنر مند ہاتھ عطا فرمائے ہیں۔ بہت سے دستکاری کے فن جانتی ہے جبکہ صنعتی سکول سے باقاعدہ پینٹنگ کٹنگ اور نٹنگ وغیرہ بھی سیکھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے مواقع عطا فرمائے کہ ان گنت خواتین کو کام سکھایا۔

1962 کے تذکرۃ الشہادتین کے امتحان میں دوسری پوزیشن لی۔

1964 میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے مکرم پروفیسر محمد ارشد چودھری صاحب سے شادی ہوئی۔ شادی کے بعد دینی خدمت کا سلسلہ بطور جنرل سیکرٹری دارالعلوم ربوہ سے شروع ہوا۔

خدمت کے شوق نے کئی راہیں کھولیں۔ 1965 کی جنگ میں افواجِ پاکستان کو بھیجے جانے والے تحائف کی تیاری میں سرگرمی سے حصہ لیا محلہ دارالعلوم کی طرف سے جو صدریاں بھجوائی گئیں ان کا بیشتر کام کرنے کا موقع ملا۔

1965 میں ایک منفرد خدمت کا موقع ملا۔ ارشد صاحب کی جلسہ سالانہ ربوہ کے شعبہ معلومات میں ڈیوٹی تھی انہیں اپنے دفتر کے لئے ربوہ کا نقشہ بنوانے کی ضرورت تھی۔ مگر کوئی نقشہ نویس دستیاب نہ تھا۔ شکری نے جامعہ میں جغرافیہ پڑھا ہوا تھا مہارت سے کپڑے پر چھ ضرب آٹھ فٹ کا نقشہ بنا دیا جو سب کی خوشی اور خوشنودی کا باعث بنا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی نقشہ دیکھ کر خوشنودی کا اظہار فرمایا یہ نقشہ کئی سال جلسہ کے موقع پر آویزاں ہوتا رہا۔

ارشد صاحب 1966 میں سیر الیون بطور ٹیچر متعین ہوئے تو 1967 میں شکری بھی وہاں چلی گئی۔ وہاں خدا تعالیٰ نے بہت عزت بخشی۔ بفضلہٖ تبلیغ کے مواقع میسر آئے۔ اسکول، ہسپتال، بازار اور تفریح گاہوں پر برقع باعث توجہ بنتا۔ سب کو پردہ کے متعلق خوش دلی سے تسلی بخش جوابات دیے۔ ہر جگہ یہ کوشش ہوتی کہ احمدی مسلمان عورت کا صحیح تصور پیش کرے۔ وہاں برقعہ کی وجہ سے لوگ الحاجہ کہتے۔

1970 سے 1973 تک ربوہ آکر بطور سیکریٹری تعلیم اور جنرل سیکریٹری کام کرنے کا موقع ملا۔

1972 میں لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع میں مقالہ پڑھنے والی مقررات میں امۃ الشکور کا نام بھی ہے مقالے کا عنوان تھا 'سیرت حضرت سیدہ ام طاہرؓ صاحبہ (' تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم ص755)

پھر دوبارہ (کامبیا)، سیرالیون چلے گئے۔ وہاں سے 1977 میں نائیجیریا چلے گئے۔ وہاں فیڈیٹی گرائمر اسکول میں ارشد صاحب نائب پرنسپل تھے۔ بہترین رہائش اور سہولیات کے ساتھ وقت گزارا۔ ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمان بچوں کو ان کی موجودگی سے حوصلہ ملا اور اسکول کے احاطہ میں ہی مسجد تعمیر کروائی جس سے باجماعت نمازوں کی ادائیگی شروع ہوئی۔ الحمدللہ۔

1978 میں اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے واپس ربوہ آگئے بچوں کا ذریعہ اور طریقِ تعلیم مختلف ہونے کی وجہ سے دشواری پیش آئی تو بچوں کے لئے گھر پر ایک سکول کھول لیا جس کا نام حضرت صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ نے 'مبارکہ سکول' رکھا اس میں تعلیم کا معیار بہت اچھا تھا۔ یہ سکول 1998 تک جاری رہا جس سے کئی خوشگوار یادیں وابستہ ہیں۔ مثلاً جماعتی اور ملکی اہمیت کے دنوں کو خاص اہتمام سے منانا۔ شکری اس سعادت پر نازاں اور شکر گزار ہے کہ اس کے غریب خانے کو حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ، حضرت سیّدہ مریم صدیقہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت سیّدہ طاہرہ صدیقہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے رونق بخشی۔ اسی سکول کی ایک تقریب میں حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کی تربیتی تقریر کی آڈیو کیسٹ تیار کی گئی جو ایک قیمتی یادگار بن گئی۔

1983 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے تزئینِ ربوہ کمیٹی کے تحت شکری کو سروے کا کام سونپا جس میں گھروں کا صحت اور صفائی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جائزہ لینا تھا کہ گھر میں کتنے افراد ہیں، کمروں کی تعداد، کھڑکیاں، دروازے، روشن دان وغیرہ۔ پھر صحن کا جائزہ لینا تھا کہ نالیاں، پانی کا نکاس، پودے، مکھی مچھر کی افزائش تو نہیں ہو رہی وغیرہ۔ اپنی اوّلین فرصت میں جائزہ لے کر چارٹ تیار کیا جو حضور نے بہت پسند فرمایا۔ اس کے علاوہ شکری کی خوش نصیبی کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بچیوں کی اتالیق مقرر فرمایا یہ سلسلہ مختصر رہا مگر اس حوالے سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں شفقت حاصل ہوتی رہی۔ شعبہ سمعی بصری کے تحت آڈیو کیسٹس تیار کیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے چند سال بطور صدر حلقہ دارالعلوم غربی نمبر2 خدمات کا موقع میسر آیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد مساجد میں لاؤڈ اسپیکر زپر احمدیوں کے لئے حکومت کی طرف سے پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ مکرم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد مولانا سلطان محمود انور صاحب مسجد اقصیٰ ربوہ میں خطیب تھے۔ عورتوں کی طرف خطبہ کے جملے بلند آواز میں دہرانے کی ذمہ داری ادا کرنے کی خدمت شکری کے حصے میں آئی خطبہ کی فوٹو کاپی پہلے سے مہیا کر دی جاتی تھی۔

1991 سے 1999 تک ربوہ میں بحیثیت سیکرٹری اشاعت کتب اور ایم ٹی اے کے لئے سینکڑوں مفید پروگرام تیار کئے۔ جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد احمدی شعراء اور شاعرات کی نظموں کو جمع کر کے 'دردِ فراق' کے نام سے ایک کتاب چھپوانا نمایاں کام ہے۔ شہداء اور اسیر ان راہ مولا کی بیگمات کے انٹرویوز' بزرگ خواتین کے ایمان افروز واقعات، سچی خوابیں، تبلیغی اور احمدیت قبول کرنے کے واقعات وغیرہ اکٹھے کرنا۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ ربوہ کے لئے ابتدائی عہدہ داران لجنہ اماء اللہ کے انٹرویوز لئے اور تاریخی معلومات اکٹھی کرنا شامل ہیں۔ 1991 میں ایک آپریشن کے بعد زندگی وقف کی طرح کام کرنے کا عہد کیا اور اسے خوب نبھایا۔ ربوہ میں ایک ڈیوٹی زیارت مرکز کے لئے آنے والوں کی میزبانی بھی سونپی گئی۔ اس مقصد کے لئے دفتر لجنہ اماء اللہ ربوہ اور مرکزیہ، قصرِ خلافت، دفتر پرائیویٹ سیکریٹری، خلافت لائبریری، فضل عمر ہسپتال، بہشتی مقبرہ، جامعہ احمدیہ' مسجد اقصیٰ اور مرکزی دفاتر کے علاوہ گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کی زیارت کرواتی۔ دعوت الی اللہ کے لئے نمائشیں لگائی گئیں۔

1992 میں اصلاحی کمیٹی ربوہ کے تحت کام کیا۔

شکری نے زندگی کا زیادہ عرصہ ربوہ میں گزارا۔ نومبر 1999 میں کینیڈا منتقل ہو گئی یہاں بھی کئی رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق ملی۔ مختصراً ذکر کرتی ہوں۔

پیس ولیج میں ناصرات اور لجنہ کو قرآن مجید اور اردو پڑھانے کا موقع ملا۔

ویسٹرن جماعت کی صدر مکرمہ امۃ الرفیق ظفر صاحبہ کے ساتھ سیکرٹری تبلیغ اور نائبہ صدر کی حیثیت سے کام کیا۔

2001 سے 2004 تک نیشنل سیکریٹری صنعت وحرفت لجنہ اماء اللہ کینیڈا رہی

2000 سے 2010 تک عمر رسیدہ لوگوں کی فلاح وبہبود اور آبادکاری کا کام کیا۔ جس میں 20 سندات اور 12 ایوارڈ ملے مثلاً

1. City of Vaughan 2003 Volunteer Recognition Award from Mayor Michael Di Biase
2. Rexdale Ethno Cultural Seniors Orgainzer (2003)

منتظم ریکسڈل ایتھنو کلچرل سینئرز (اردو بولنے والی خواتین کی نمائندگی کی تین مرتبہ پاکستانی رسم ورواج' علاقائی ملبوسات اور اشیائے خورونوش کی نمائش لگائی۔ ایک گڑیا پاکستانی دلہن کے لباس میں پیش کی جو بہت پسند کی گئی۔ گڑیا قدم روک لیتی تو اپنا لٹریچر تقسیم کرنے کا اچھا موقع مل جاتا۔

3. Recognition Services Community by Roy Cullen M.P. 2004 (Rexdale)
4. Apprecation of Community Participation and Leadership of Ethno-Cultural Seniors' Project (Pakistani Womens Group, Etobicoke,ON)
5. The City of Toronto's 2005 Community Services Volunteer Award for work with seniors services from Mayor David Miller.

بیت مریم اور ویسٹرن از لنگٹن میں وقت اور صلاحیت کی بھرپور قربانی دیتے ہوئے کئی عہدوں پر خدمات سرانجام دیں۔

2004سے 2011تک جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقع پر تاریخی اشیاء کی نمائش کے علاوہ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والی خدمت گذار خواتین کے انٹرویو کئے۔

2005میں شعبہ اشاعت کے تحت MTAکی انچارج بنائی گئی اور چند پروگرام ریکارڈ کرائے۔

2006میں صدر صاحبہ لجنہ یوکے 'کے ارشاد پر لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی مختصر تاریخ لکھ کر بھجوائی۔ 2006سے تاریخ جماعت احمدیہ کینیڈا مرتب کرنے کا اہم کام کر رہی ہیں 1963سے 1985تک کا کام مکمل ہو گیا ہے۔

2008میں خلافت جوبلی کمیٹی کے تحت کام کرنے کا موقع ملا جس میں ربوہ سے تاریخی مواد، حوالہ جات منگوانا، نظمیں، مضامین اور خطابات جمع کرکے ان کی ترتیب و تدوین کا کام شامل تھا۔

2011میں عائشہ اکیڈمی (دینیات کلاسز) کا اجراء ہوا جس میں ترتیل القرآن، اردو، اور کلام حضرت اقدس مسیح موعودؑ پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس دوران مختلف کمیٹیوں مثلاً تعلیم، اشاعت اور اصلاح معاشرہ میں ممبر بنائی گئی۔

سب سے زیادہ بابرکت کام قرآنِ کریم سیکھنا پڑھنا پڑھانا ترتیل و ترجمہ سکھانا ہے جو بچپن سے شروع ہوا اور اب تک جاری ہے پہلے خود سیکھا جس کی سند حضرت سیّدہ مریم صدیقہ بیگم صاحبہؓ سے حاصل کی۔ یہ فیض کا چشمہ مسلسل جاری ہے کلاسز لگا کر، فون پر، آن لائن، ہر دستیاب طریق سے قرآن مجید پڑھاتی ہیں اس کام میں ان کی دو بیٹیاں عزیزہ امۃ الحیٔ اور عزیزہ طاہرہ چودھری تعاون کرتی ہیں ترتیل کے اسباق کتابی صورت میں چھپوا کر تیار کئے جو بہت فائدہ مند ثابت ہوئے۔

ادب سے دلچسپی ہے تشحیذالاذہان، مصباح، الفضل ربوہ، الفضل انٹرنیشنل اور النساء میں مضامین شائع ہوئے۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے شکری کو ایک اور منفرد کام کا موقع اور ہمت عطا فرمائی ہے جب اپنے بچوں کی بیاہ شادیوں سے فارغ ہو گئی تو اپنی علیل بیٹی کا نومولود بچہ پالنے کی ذمہ داری آ گئی کمزور صحت اور دوسری ذمہ داریوں کے ساتھ یہ ایک بڑا مشکل کام ہے جو بتوفیق الٰہی سرانجام دے رہی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں برکت ڈالے۔ اور بیش از پیش مقبول خدمت کی توفیق ملے۔ آمین۔

یہ خلفائے کرام اور درویش باپ کی دعائیں ہی تھیں کہ دین اور دنیا کی ساری نعمتیں ہمیں ملیں۔ بیت الدعا میں ہمارے لئے دعائیں ہوئیں۔ جہیز میں ہمیں دعائیں ملیں۔ ہمیں بھی بچپن سے ہی دعاؤں کا عادی بنایا۔ دعائیں ہی اوڑھنا بچھونا ہیں اور خدا کرے ہماری نسلیں بھی یہ دعائیں جذب کرتی رہیں۔ آمین۔

فضل خدا کا سایہ 'ہم' پر رہے ہمیشہ
ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم سب بہنوں کو خلافت سے وابستگی کی نعمت سے نوازا۔ ہم حضرت مصلح موعودؓ، اپنے والدین اور تمام محسنین کے دل سے شکر گزار ہیں۔ ہم نے جامعہ نصرت سے وابستگی کا حق ادا کرنے کی بتوفیقِ الٰہی کوشش کی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

کس زباں سے میں کروں شکر کہاں ہے وہ زباں
کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا

آیئے ہم بھی حضرت مصلح موعودؓ کی آواز سے آواز ملا کر یہ دعا کریں جو آپؓ نے کالج کی افتتاحی تقریر کے آخر میں کی تھی۔

''اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے زنانہ کالج کی اس چھوٹی سی بنیاد کو اپنی عظیم الشان برکتوں سے نوازے اور یہ چھوٹا سا ادارہ دنیا کے تمام اداروں پر چھا جائے۔''

اعلانات

براہ کرم اپنے مضامین مائکروسافٹ ورڈ یا ان پیج میں ٹائپ فرما کر بذریعہ ای میل بھجیں، صرف پی ڈی ایف نہ بھجیں۔ ٹائپ نہ کئے گئے یا صرف پی ڈی ایف میں بھیجے گئے یا ہاتھ سے لکھے ہوئے مضامین کے ٹائپ کرنے کے لئے ہمارے پاس کافی تعداد میں رضاکار مہیا نہیں ہیں۔ مضمون پر نام کے ساتھ شہر اور ریاست کا نام بھی لکھیں۔ ای میل میں اپنا فون نمبر درج فرمائیں تا کہ ضرورت پڑنے پر آپ سے رابطہ کیا جا سکے۔ آپ اپنے مضمون کے ساتھ اپنا مختصر تعارف اور مضمون سے متعلقہ تصویریں بھی بھیج سکتے ہیں۔ اصلاح یا مناسب کانٹ چھانٹ مدیران کی اہم ذمہ داری ہے۔ اگر آپ چھپنے سے پہلے اپنا مضمون دیکھنا چاہتے ہیں تو پہلے سے مطلع فرمائیں- اگر حوالے میں صفحہ نمبر دیں تو پھر سنِ طباعت اور مقامِ طباعت بھی درج فرمائیں کیونکہ کتب کی کثرتِ اشاعت کی وجہ سے کتب کے مختلف ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔